

## یوم عاشوراء کا روزہ

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو یوم عاشوراء کا روزہ رکھتے پایا۔ یہودیوں سے اس کی بابت پوچھا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ اس دن اللہ نے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون پر قلبہ عطا فرمایا تھا، اس لیے ہم بہ طور تعظیم اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہم تم سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے اس دن کے روزے کا حکم دے دیا۔“ (صحیح مسلم)

ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت سے پہلے لوگ یوم عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ لیکن جب رمضان کے روزے فرض ٹھہرا دیے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”عاشوراء اللہ کے دنوں میں سے ایک دن ہے۔ جو اس کا روزہ رکھنا چاہے وہ رکھ لے اور جو نہ رکھنا چاہے وہ نہ رکھے۔“ (صحیح مسلم)

## نمازیوں کی پانچ اقسام

خشوع فی الصلاۃ عظم الشان اور نہایت اہم و قابل قدر ہے۔ رہے نصیب اگر اللہ کی توفیق سے یہ حاصل ہو جائے۔ اس سے محرومی درحقیقت ایک بڑی مصیبت اور ایک بڑا نقصان ہے، اسی لیے نبی کریم ﷺ اللہ رب العالمین سے یہ دعا مانگا کرتے تھے: ”اللہم انی اعوذ بک من قلب لا یخشع“ (ترمذی: ۳۴۸۲) ”اے اللہ! میں ایسے دل سے پناہ مانگتا ہوں جس میں خشوع نہ ہو۔“

خشوع ایک قلبی عمل ہے ایک ایسا کام ہے جسے دل کرتا ہے، اس میں کمی و زیادتی بھی ہوتی ہے، اور اسی اعتبار سے خاشعین کے مختلف درجات بیان کیے گئے ہیں، بعض خاشعین تو وہ ہیں جن کا خشوع آسمان کی بلندیوں کو چھو جاتا ہے اور بعض ایسے بھی ہیں جو نماز سے فارغ ہو جاتے ہیں لیکن کچھ بھی نہیں سمجھتے ہیں اس طرح نمازیوں کی پانچ اقسام یا ان کے پانچ درجات و مراتب ہو جاتے ہیں:

اول: وہ حضرات جو نماز کے اوقات، حدود و ارکان اور وضو و طہارت ہر چیز میں کوتاہی برتتے ہیں، یہ لوگ دراصل اپنے نفس پرستم ڈھانے والے اور نماز پر ظلم کرنے والے ہیں۔

دوم: وہ حضرات جو وضو و طہارت، نماز کے اوقات اور غلطی کی حفاظت تو کرتے ہیں لیکن دل کے وساوس و افکار سے مغلوب و شکست خوردہ ہو جاتے ہیں۔

سوم: وہ حضرات جو نماز کے حدود و ارکان کی محافظت کرتے ہیں، وساوس و افکار کو دل سے دور رکھنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں، اپنے دشمن شیطان العین کو نماز میں سے چوری کرنے سے روکتے ہیں اور اس طرح بیک وقت نماز بھی پڑھتے ہیں اور جہاد بھی کرتے ہیں۔

چہارم: وہ حضرات جو نماز کے ارکان و شروط کو پورا کرتے ہوئے نماز ادا کرتے ہیں اور جن کے دل اس کے حدود و حقوق کی رعایت میں مستغرق رہتے ہیں تاکہ اس میں کچھ نقص و کمی نہ رہ جائے یعنی وہ اس کے اتمام کمال کا حق ادا کرنے کے لیے کوشاں رہتے ہیں اور نماز کے دوران مکمل حضور قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبودیت میں غرق ہو جاتے ہیں۔

پنجم: وہ حضرات ہیں جو نماز تو اچھی پڑھتے ہی ہیں، ساتھ ہی اپنا دل اپنے رب کے سامنے نکال کر رکھ دیتے ہیں، جن کے دل کی نگاہیں پوری طرح اللہ کی طرف متوجہ رہتی ہیں، جن کے دل کے پیالے رب ذوالجلال کی عظمت و محبت سے لبریز رہتے ہیں اور انھیں نماز میں یہ محسوس ہونے لگتا ہے کہ ان کا رب ان کے سامنے ہے وہ انھیں دیکھ رہا ہے اور یہ اسے دیکھ رہے ہیں نیز ان کے اور ان کے رب کے درمیان حائل حجاب اٹھ گیا ہے، یہی وہ نمازی ہیں جن کی آنکھوں کو نماز سے ٹھنڈک پہنچتی ہے اور جن کے نفسوں کو صلاۃ سے راحت ملتی ہے اور جو اس میں پوری طرح اپنے رب کے ساتھ مشغول رہتے ہیں۔

پہلی قسم کے لوگ لائق سزا ہیں دوسری قسم کے لوگ قابل مواخذہ و محاسبہ ہیں تیسری قسم کے لوگوں کی گرفت نہیں ہوگی، چوتھی قسم کے لوگ ثواب دیے جائیں گے اور پانچویں قسم کے لوگ اپنے رب کا قرب پائیں گے، اس لیے کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کی آنکھیں دنیا میں نماز سے ٹھنڈی ہوتی رہیں اور آخرت میں رب کائنات کے تقرب سے ٹھنڈی ہوں گی، اور حق کی آنکھیں قرب باری تعالیٰ سے آخرت میں ٹھنڈی ہوں گی، دنیا میں بھی ہمیشہ ٹھنڈی رہیں گی اور اللہ عز و جل سے اپنی قربت محسوس کریں گی اور پھر اس سے دنیا کی تمام آنکھیں ٹھنڈک پائیں گی، اور جن کی آنکھیں تقرب الہی کے ذریعے ٹھنڈک نہ حاصل کر سکیں ان کی رو میں دنیا سے حسرت و ندامت اور تاسف کے ساتھ رخصت ہوں گی۔ (الوابل الصیب، ص: ۴۰)

## الاعنصل

یکے از مطبوعات دارالدعوة السلفية

03 محرم الحرام 1434 ۛ جمعة المبارک 08 تا 14 نومبر 2013ء

شماره 43 جلد 65

## مجلس ادارت

- شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی
- مولانا محمد اسحاق بھٹی
- مولانا ارشاد الحق اثری
- ملک عصمت اللہ قلوی
- حافظ حماد شاہر
- حماد الحق نعیم

## مدیر مسئول

- حافظ احمد شاہر

## مینجر

- محمد سلیم چنیوٹی

0333-4786507

## کمپوزنگ

- رضا اللہ ساجد

0344-4656461

## جواہر پارے

یوم عاشوراء کا روزہ

## کلمہ طیبہ

نمازیوں کی پانچ اقسام

## اداریہ

پانچ گزار

## درس قرآن

تفسیر سورة الصُّفَّت ..... (۲۷)

## درس حدیث

أربعین اعتقادی ..... (۱۷)

## عقائد اسلام

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے مبارک ہاتھوں کا بیان

## بدعات و رسوم

فضائل ماہِ محرم و یوم عاشوراء ..... (۱)

## تحقیقی مسائل

نماز میں سورتوں کی ترتیب

## علوم و معارف

اسلام کا روحانی نظام ..... (۶) آخری

## افکار معاصرین

ہمارے جوئے ہمارا سر

## تبصرہ کتب

مشی رام، عبد الواحد کیسے بنا؟ گل دستہ خواتین

## شعر و ادب

جذب و یقین

خط کتابت کے لیے : ہفت روزہ الاعتصام، 31 شیش محل روڈ، لاہور  
 کرنٹ اکاؤنٹ نمبر : ABL 2466-4 بلال گنج پراچ لاہور  
 فون نمبر : 042-3735 4406  
 فیکس نمبر : 042-37229802  
 رجسٹرڈ نمبر : CPL : 12

فی پرچہ : 12/- روپے  
 سالانہ : 500/- روپے  
 بیرونی ممالک سے : 200/- ریال  
 60/- ڈالر امریکی

E-Mail: al.aitisam@gmail.com

پرنٹر: پرنٹ یار ڈپرنٹرز، لاہور۔ ناشر: حافظ احمد شاہر، مقام اشاعت: 31 شیش محل روڈ لاہور 54000

## باج گزار

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

”اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے، اس کے بعد کہ اس کے لیے ہدایت خوب واضح ہو چکی اور مومنوں کے سوا (کسی اور) کی

پیروی کرے ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ پھرے گا۔“ (سورۃ النساء: ۱۱۵)

قیام پاکستان کے بعد ہی پاکستانی حکمرانوں کو جب امریکا کی آغوش پسند آگئی تو امریکا نے ان نوآموز حکمرانوں کو خوب بھیج لیا اور سودی قرضوں کا فیڈر ان کے منہ میں دے دیا چنانچہ مغرب کے معاشی دہشت گرد اس فیڈر کو بکھرتے رہے بلکہ فیڈر بھی ساتھ ساتھ ہی بڑا کرتے..... یعنی قرض بڑھاتے رہے..... رہے۔ وہ فیڈر اب اس قدر بڑھ چکا ہے کہ پینے والے..... ملک..... کو جان کے لالے پڑ گئے۔ حاکم بدہن من حیث القوم اب ہم اس سطح پر آ پہنچے ہیں اور ظلم یہ ہے کہ حکمران عوام کے سامنے..... سب کچھ جانتے بوجھتے..... اس بھول پن کا اظہار کرتے ہوئے ذرہ بھر بھی جھکتے کہ جس کا کھایا جاتا ہے اسی کا ہی گانا پڑتا ہے۔

اب دیکھ لیجیے امریکا نے راستے کا ایک اور کٹنا نکال دیا مغربی میڈیا جس کو ایک بڑی خبر اور امریکا کی ایک بڑی کامیابی قرار دے رہا ہے، یعنی طالبان نامی میڈین تنظیم کا سربراہ، قائد اور کمانڈر ذوالفقار محمود المعروف حکیم اللہ محمود ایک ڈرون حملے میں ہلاک کر دیا گیا، حکومتی بیانات کے مطابق یہ حملہ اس وقت کیا گیا جب حکیم اللہ اپنے رہائشی مکان میں اس لیے داخل ہو رہا تھا کہ وہاں حکومت پاکستان سے مذاکرات کے لیے مشورہ کیا جا رہا تھا۔ امریکی دورہ کرنے والے حکمرانوں کا کہنا یہ ہے کہ امریکا نے وعدہ کیا تھا کہ وہ مذاکرات کی کامیابی کے لیے مذاکرات کے اثنا میں ڈرون حملے نہیں کریں گے۔ امریکا کی کہہ مکر نیوں سے پاکستان کی تاریخ تو بھری پڑی ہے۔ حکیم اللہ محمود نہ جانے امریکی کہہ مکر نیوں پر یقین کر بیٹھے یا حکومت پاکستان کے کارندوں یا نمائندوں کی ذاتی حفاظت کی ان یقین دہانیوں پر اعتبار کر بیٹھے کہ اپنے سیکورٹی معمولات سے غفلت کرتے ہوئے انھیں اپنی جان ہی گنوانی پڑ گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی فکر، ان کے طرز عمل، ان کی انہونی خواہشات سے اختلاف ہو سکتا ہے جیسا کہ اور بہت سے افراد، لیڈروں، علماء، قائدین اور سیاسی جماعتوں سے ہوتا ہے، لیکن ایک پاکستانی مسلمان بلکہ ایک انسان ہونے کے ناطے سے ان کی وفات کا دکھ تو سب کی طرح ہمیں بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی حسنت قبول اور ان کی لغزشوں سے درگزر فرمائے، آمین ثم آمین۔ ان سے اس انسانی، اسلامی ہمدردی اور دعائے خیر کے باوجود ان کا امریکی ظلم و جور اور زیادتیوں کا پاکستانی فورسز یا عوام سے بدلہ لینے کی پالیسی سے ہمیں نکتہ اتفاق تھا اور نہ اب ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی مخالفت ہم نے کیا کی اور کیا کیا مخالفتیں اب تک کر رہے ہیں ان میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے:

◎ قرض ہم نے سود پر لینا شروع کیا اور اب تک سود پر ہی قرض لیے جا رہے ہیں اور ہر بار سود ادا کرنے کے لیے مزید قرض لینا پڑتا ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں وضاحت سے فرمادیا کہ ”اللہ سود کو مٹاتا اور صدقات کو بڑھاتا ہے“، لیکن ہم ہیں کہ اس لعنت سے چھٹکارا حاصل کرنے کی بجائے اس میں دھنستے جا رہے ہیں اور..... عذاب الہی کو دعوت دیتے ہوئے..... اب اس سودی کاروبار کو اسلامی بنانے کے لیے علمائے سوء کی ایک کھیپ تیار کر رہے ہیں۔ بہتر معیشت کے لیے حکم الہی پر ایمان رکھتے ہوئے ملک سے سود کی لعنت ختم کریں کہ سود گھٹتا ہی گھٹتا ہے۔ پھر دیکھیں معیشت کس طرح پھلتی اور پھولتی ہے اور ہماری سرزمین میں آفات سے کس طرح محفوظ رہتی ہے۔

◎ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن حکیم میں کفار سے دوستی کرنے اور راز دار بنانے سے حکماً منع فرمایا ہے۔ ہمارے تمام دفاعی، صنعتی، معاشی اور معاشرتی منصوبے ان کی مشاورت بلکہ راہنمائی کے بغیر مکمل ہی نہیں ہوتے۔ اب یہ تو ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ”ہم اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ

پھرے، ہم یعنی عوام نہیں بلکہ حکمران چونکہ امریکا کی طرف پھر..... یعنی اس پر تکیہ کر..... چکے ہیں لہذا اب قانون الہی کے مطابق ہم امریکا ہی کے سپرد ہو چکے ہیں۔

وطن عزیز کی فورسز کو مکمل قانونی اختیارات دے کر ان سے نتیجہ طلب کریں لیکن ان اختیارات میں پس پردہ چشم یا رکاز کا انتظار نہ ہو، جرم کا فوری فیصلہ اور اس کی سرعام سزا دی جائے۔ امید ہے ان شاء اللہ اس ایک نکتہ ہی سے دہشت گردی سکنے لگے گی۔

مسئلہ کشمیر دونوں..... پاکستان اور بھارت..... ممالک اسلحہ ساز ممالک کے نمائندوں سے ہٹ کر باہمی مذاکرات سے حل کریں، کوئی صنعت کار اپنی صنعت کا منہ کب گوارا کرے گا۔ ہمارے نزدیک مسئلہ کشمیر کے حل ہونے سے اسلحہ سازوں کی پروڈکشن کم ہو جائے گی جو ان کو برداشت نہیں۔ اشرفیہ کی بیرون ملک دولت واپس لے کر روزگار عام کر دیں۔ جرم اور بدعنوانی خود بخود ختم ہو جائے گی۔ ہر پاکستانی کو محنت کا ماحول یعنی کام کاج کا عادی بنائیں۔ فراغت سے جنم لینے والی خباثتیں خود بخود ناپید ہو جائیں گی۔

اصل بات تو ہمارے حکمرانوں کی ہے کہ وہ امریکا کے بغض مسلم سے جان بوجھ کر تجاہل عارفانہ سے کام لے رہے ہیں یا ذاتی مفادات کے لولی پاپ سے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر کے انماض برت رہے ہیں۔ جب کہ امریکی عہدیداروں کے بیانات طالبان کے اس الزام کی تائید کرتے ہیں کہ امریکا ڈرون حملے حکومت کے علم بلکہ اجازت کے بغیر نہیں کر رہا۔

جب تک ہم محتاج ہیں تب تک ہم احتجاج کیسے کر سکتے ہیں؟ اگر احتجاج ہوگا بھی تو ویسا ہی ہوگا جس طرح اب تک ہم اہل وطن کا دل بھانے کے لیے ڈرون حملوں پر کرتے رہے کہ رسم احتجاج بھی چلتی رہی اور حملے بھی چلتے رہے۔

ہمارے حکمران کیا سوچتے ہیں؟ کیا کرتے ہیں؟ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ اور کیا کرنے یا کہاں تک کرنے کی سکت رکھتے ہیں؟ اس بات کا صحیح علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے کیونکہ ہمارے حکمران اپنے ووٹروں کے سامنے تو ”شیر“ کی طرح گر جتے ہیں اور امریکا جا کر کیا بن جاتے ہیں؟ ہم کیا عرض کر سکتے یا تشبیہ دے سکتے ہیں کیونکہ پتہ پتہ، بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے

ایک طرف تو یہ تعاون کے لیے امریکا کا سفر کرتے ہیں یا یوں کہہ لیں معیشت کے لیے اس کی دستگیری چاہتے ہیں۔ سابقہ قرض کا سودا کرنے کے لیے مزید قرض کا تقاضا جاری رہتا ہے۔ نام نہاد دہشت گردی..... جو دراصل امریکی جنگ ہے..... ختم کرنے کے لیے اسی کے در پر سر کے بل جاتے ہیں! مسئلہ کشمیر کے حل کے لیے دیر امریکا پر ہی پلکوں سے دستک دیتے ہیں اور دوسری طرف یہ حکمران پبلک کو یہ نوید سناتے ہیں کہ امریکا کو طالبان سے مذاکرات پر کوئی اعتراض نہیں؟ کیسی عجیب بات ہے کہ ”ان داتا“ کو اپنے باج گزاروں کی ایسی خواہش پر کوئی اعتراض نہ ہو جو امریکی تھنک ٹینک کی برسوں کی حکمت عملی یعنی نیو ورلڈ آرڈر کی تنفیذ کے لیے رکاوٹ بن رہی ہو، اس پر اسے کوئی اعتراض نہ ہو۔

کافر اگر چہ ناپسند ہی کیوں نہ کریں:

جماعت الدعوة کے اہتمام میں لاہور سے شائع ہونے والے ہفت روزہ ”جرار“ میں ایک خبر باصرہ نواز ہوئی۔ آپ بھی ملاحظہ کریں:

”سلطان آف برونائی نے اپنے ملک میں اسلامی حدود لاگو کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ سلطان برونائی نے کہا ہے کہ نئے شرعی بینک کوڈ کے حوالے سے کئی سال سے کام جاری تھا جسے اب نافذ کیا جا رہا ہے۔ سلطان کا کہنا تھا کہ چھ ماہ میں سلسلہ وار سزائیں نافذ ہوں گی۔ یہ سزائیں صرف مسلم آبادی پر لاگو ہوں گی۔ ۶ سالہ سلطان کا کہنا تھا کہ یہ قانون سازی کر کے ہم اللہ کے احکامات کی پابندی کر رہے ہیں۔“ (تلیخیص از: ہفت روزہ ”جرار“ لاہور، یکم نومبر ۲۰۱۳ء)

اس خبر کا کسی دوسرے اخبار میں شائع نہ ہونے کی وجہ ہمیں یہ سمجھ آئی کہ میڈیا پر مسلط صلیبی اور صہیونی میڈیا اس طرح کی خبر کب نشر کرے گا۔ ہمارے اشاعتی اداروں سمیت دنیا بھر کا میڈیا تو صرف جمہوریت کی راگنی ہی الاپ رہا ہے۔ اس طرح کی خبر پڑھ کر تو ان کی انسانی حقوق کی رگ تملتا اٹھے گی۔ تاہم اس خبر سے ہمارا ایمان بھی تازہ ہو گیا، ہمیں خوشی بھی ہوئی اور دعائیں بھی نکلیں کہ واللہ متعہ نورہ ولو کرہ الکافرون۔

## تفسیر سورۃ الصُّفَّت

مولانا ارشاد الحق اثری رحمہ اللہ

صُدُّورِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

[النساء: ۴-۶]

”وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے، جو ہٹ ہٹ کر آنے والا ہے اور جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ جنوں اور انسانوں میں سے۔“

﴿لَمَّيذُنُونَ﴾ ل تا کید ہے اور ”لمیذون“ ”دین“ سے مشتق ہے جس کے معنی اعمال کی جزاء و سزا ہے اور بعض نے کہا ہے اس کے معنی حساب و محاسبہ کے ہیں۔ اور ”مدین“ اور ”مدینہ“ کے معنی غلام اور لونڈی کے بھی آتے ہیں۔

یہ جنتی اور اس کا ”قرین“ کون ہیں۔ بعض نے ان سے مراد وہ دوست لیے ہیں جن کا قصہ سورۃ الکہف میں ﴿واضر ب لہم مثلاً ر جلیں﴾ کے الفاظ سے بیان ہوا ہے۔ (قرطبی وغیرہ)

جب کہ امام ابن جریر اور سعید بن منصور نے فرات بن ثعلبہ اللہرانی تابعی سے، اور ابن ابی حاتم نے اسماعیل السدی سے، عبد الرزاق اور ابن المنذر نے عطاء خراسانی سے دو دوستوں کا قصہ ذکر کیا ہے۔ بعض نے اسے مختصر اور بعض نے مفصل بیان کیا ہے۔ جس کا خلاصہ یوں ہے کہ دو ساتھیوں کا کاروبار مشترک تھا۔ انھیں آٹھ ہزار دینار کا نفع ملا۔ دونوں نے نصف نصف، یعنی چار چار ہزار دینار آپس میں تقسیم کر لیے۔ ایک نے ایک ہزار دینار کی زمین خریدی، دوسرے نے اپنے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ! فلاں شخص نے ایک ہزار میں زمین خریدی ہے میں ایک ہزار صدقہ کرتا ہوں اور اس کے بدلے جنت میں زمین خریدتا ہوں۔ پھر اس کے ساتھی نے ایک ہزار سے اپنا گھر بنایا تو دوسرے ساتھی نے ایک ہزار مزید صدقہ کر کے اللہ تعالیٰ

﴿قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ إِنِّي كَانَ لِي قَرِينٌ ۝ يَقُولُ أَإِنَّكَ لَمَلَكٌ مِّنَ الْمَلَكِئِينَ ۝ إِذْآ مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَلِيذُونَ ۝﴾ [الصُّفَّت: ۵۱-۵۳]

”ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا بے شک (دنیا میں) میرا ایک ساتھی تھا۔ وہ کہا کرتا تھا کیا واقعی تو بھی ماننے والوں میں سے ہے۔ کیا جب ہم مر گئے اور ہم مٹی اور ہڈیاں ہو گئے تو کیا واقعی ہم ضرور جزا دیے جانے والے ہیں؟“

باہم گفتگو میں ایک جنتی دنیا میں اپنے ایک ساتھی کے بارے میں بتلائے گا کہ میرا ایک ساتھی تھا جو مجھے کہا کرتا تھا کہ کیا تم بھی ان لوگوں میں سے ہو جو قیامت کو تسلیم کرتے ہیں۔ کیا تمہاری عقل و فکر میں یہ بات آتی ہے کہ جب ہم مر مٹی ہو جائیں گے تو اپنے اعمال کی جزا پانے کے لیے دوبارہ اٹھائے جائیں گے؟

﴿لِي قَرِينٌ﴾ قرین کے معنی ساتھی، ہم نشین کے ہیں۔ قرآن مجید میں ”قرین“ (ہم نشین) انسان پر، فرشتہ پر جو انسان کا نامہ اعمال لکھنے والا ہے، جس کا ذکر ق (آیت: ۷۳) میں ہے، اور شیطان پر، جو انسان کے ساتھ ہے۔ اس کا ذکر ق (آیت: ۲۷)، الزخرف (آیت: ۳۶) اور النساء (آیت: ۳) میں ہے۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں یہاں مشرک انسان مراد ہے اور امام مجاہد فرماتے ہیں یہاں شیطان مراد ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے ان دونوں آراء میں کوئی مخالفت نہیں۔ شیطان دل میں وسوسہ ڈالتا ہے جب کہ شیطان نما انسان باتوں سے گمراہ کرتا ہے۔ دونوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿مِّنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِي يُّوسْوِسُ فِي



حیران ہو کر کہا کیا تم واقعی اس بات کو سچا سمجھتے ہو کہ مرنے کے بعد دوبارہ ہمیں زندہ کیا جائے گا اور وہاں ہمارے اعمال کی جزا ملے گی؟ جاؤ میں تمہیں کچھ نہیں دیتا۔ اس کے بعد دونوں فوت ہو گئے۔ ان آیات میں انہی کے واقعے کی طرف اشارہ ہے۔ حافظ ابن کثیر نے بھی امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم کے حوالے سے اسے نقل کیا ہے۔ (ابن کثیر: ۱۴/۱۳)

علامہ سیوطی نے الدر المنثور (۲۷۵/۲۷۶) میں اسے ذکر کیا۔ اسماعیل السدی کی حکایت مفصل ہے مگر سیاق و مآل سب کا ایک ہے۔ دیگر مفسرین نے بھی اس قصے کو نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم

سے دعا کی کہ میں اس کے بدلے جنت میں گھر خریدتا ہوں۔ پھر اس کے ساتھی نے شادی کی تو اس پر ایک ہزار دینار خرچ کیے۔ مگر اس کے ساتھی نے ایک ہزار دینار پھر صدقہ کر دیا اور اللہ سے دعا کی الہا! میں اس کے عوض جنت کی عورتوں میں سے کسی کو پیغام نکاح دیتا ہوں۔ پھر اس کے ساتھی نے ایک ہزار دینار سے گھر کا ساز و سامان خریدا کچھ غلام خریدے تو دوسرے نے پھر ایک ہزار دینار صدقہ کر کے اللہ تعالیٰ سے جنت کے غلام اور جنت کا ساز و سامان طلب کیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے کو ضرورت پیش ہوئی تو اس نے اپنے اسی دوست کے پاس جا کر اپنی ضرورت کا ذکر کیا۔ اس نے پوچھا تمہارا مال کہاں گیا؟ تو اس نے ساری تفصیل ذکر کر دی۔ اس نے

## دارالحدیث اوکاڑا کی سالانہ تقسیم اسناد کے موقع پر

۵۴ ویں عظیم الشان تعلیمی و تبلیغی کانفرنس

ان شاء اللہ

بمقام: مدرسہ دارالحدیث اوکاڑا

بتاریخ: 17 نومبر بروز اتوار بعد نماز عشاء

زیر سرپرستی: حضرت مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی (شیخ الحدیث دارالحدیث اوکاڑا)

زیر صدارت: جناب الحاج چوہدری محمد انوار الحق (صدر انجمن اہل حدیث رجسٹرڈ، اوکاڑا)

زیر نگرانی: محترم جناب میاں محمد زماں (سابق وفاقی وزیر)

جس میں جماعت کے نامور علماء

حضرت مولانا صاحبزادہ حافظ عبدالعلیم یزدانی (نائب امیر مرکزیہ پاکستان)، غازی اسلام معروف سکالر مولانا محمد شفیق خاں پسروری (ایڈیشنل ناظم مرکزیہ پاکستان)، واعظ و لکھنوی حضرت مولانا قاری محمد حنیف ربانی (نائب ناظم مرکزیہ پاکستان)، حضرت مولانا پروفیسر حافظ عبدالستار حامد (امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب)، حضرت مولانا محمود عباس (ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب) و دیگر علمائے کرام و اہم شخصیات تشریف لارہی ہیں۔

آپ سابقہ روایات کے مطابق احباب سمیت بھرپور شرکت کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔

الداعی الی الخیر: عبداللہ یوسف، ناظم دارالحدیث، ساہیوال روڈ، اوکاڑا

فون نمبر: 0345-7511079 - 044-2521460 - 0312-4403173

## اربعین اعتقادی

درس  
حدیث

۷

## فرائد الفوائد في جمع الأربعين من أحاديث العقائد

”اور بے شک تم پر نگہبان مقرر ہیں، جو بہت عزت والے ہیں، لکھنے والے ہیں، وہ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو۔“  
اس بارے میں اور بھی آیات ہیں۔

۱۸: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رات اور دن کے وقت فرشتے یکے بعد دیگرے تمہارے پاس آتے رہتے ہیں اور وہ نماز فجر اور نماز عصر میں اکٹھے ہوتے ہیں، پھر وہ فرشتے جنہوں نے تمہارے ہاں رات گزاری ہوتی ہے، اوپر (آسمان کی طرف) چڑھتے ہیں، ان کا رب ان سے سوال کرتا ہے، حالانکہ وہ ان سے زیادہ جانتا ہے: ”تم میرے بندوں کو کس حال پر چھوڑ کر آئے ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں، جب ہم ان کے پاس سے آئے تو وہ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے، اور جب ان کے پاس گئے تھے تب بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔“

## فوائد:

۱: فرشتے اللہ عزوجل کی ایسی نوری مخلوق ہے کہ جن کے وظائف و اعمال مقرر ہیں۔

۲: فرشتے ہر آن اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں اور اس کی عبادت میں تھکاوٹ محسوس نہیں کرتے۔

۳: بغیر کسی وقفے کے فرشتے صبح شام تسبیحات الہی میں مصروف رہتے ہیں۔

۴: عبادت الہی کے ساتھ ساتھ کچھ فرشتے بندوں کے افعال پر بہ طور نگران بھی مقرر ہیں۔

(باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ کیجیے)

باب: أعمال الملائكة، وقول الله تعالى:  
﴿وَلَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ عِنْدَهُ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ۝ يَسْبَحُوْنَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ۝﴾ [الانبیاء: ۲۰، ۱۹]  
وقوله تعالى:

﴿وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ۝ كِرَامًا كَاتِبِينَ ۝ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ۝﴾ [الإنفطار: ۱۰-۱۲]  
وفي ذلك آیات كثيرة.

۱۸: عن أبي هريرة عن النبي ﷺ: الملائكة يتعاقبون: ملائكة بالليل، وملائكة بالنهار، ويجمعون في صلاة الفجر وفي صلاة العصر ثم يعرج إليه الذين باتوا فيكم، فيسألهم وهو أعلم: كيف تركتم عبادي؟ فقالوا: تركناهم يصلون وأتيناهم يصلون.  
(صحيح بخاري، رقم الحديث: ۳۲۲۳، صحيح مسلم، رقم الحديث: ۶۳۲)

## فرشتوں کے اعمال:

فرمان الہی ہے:

”اور اسی کا ہے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو اس کے پاس (فرشتے) ہیں وہ نہ اس کی عبادت سے تکبر کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں، وہ رات اور دن تسبیح کرتے ہیں اور وہ کبھی دم نہیں لیتے۔“  
اور فرمان ربانی ہے:



# اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے مبارک ہاتھوں کا بیان

مفتی عبید اللہ عقیف

والنہار .

(صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۷۱۵ / ۲)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل فرماتا ہے: ابن آدم مجھے اذیت پہنچاتا ہے کہ زمانہ کو گالی دیتا ہے۔ جب کہ میں (خالق) زمانہ ہوں۔ میرے ہاتھ میں امر ہے۔ میں رات دن کو پھیرتا اور بدلتا ہوں۔“

۲..... ثم یسط یدیه تبارک وتعالیٰ یقول من یقرض غیر عدوم ولا ظلوم . (صحیح مسلم)  
”پھر اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھوں کو پھیلاتا ہے اور فرماتا ہے کون قرض دے گا نہ گم پانے والا نہ ظلم کیا گیا، یعنی ہر روز قیامت اس قرض (صدقہ) کا اجر پورا پورا مل جائے گا۔“

۳..... عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یطوی اللہ عزوجل السموات یوم القیامة ثم یأخذہن بیدہ الیمنی ثم یقول انا الملک این الجبارون؟ این المتکبرون ثم یطوی الارضین . بشمالہ ثم یقول انا الملک این الجبارون؟ این المتکبرون؟ (صحیح بخاری: ۷۴۱۳، صحیح مسلم: ۲۷۸۸، ابن ماجہ: ۱۹۸)

”عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل قیامت کے دن آسمانوں کو لپیٹ لے گا۔ پھر ان کو اپنے داہنے ہاتھ سے پکڑے گا پھر فرمائے گا۔ میں بادشاہ

۱: مجملہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی صفات ذاتیہ میں دو ہاتھ بھی ہیں۔ جیسا کہ فرمایا:

﴿تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ﴾

[آل عمران: ۲۶]

”تو (اے اللہ) جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے۔ ہر طرح بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے۔“

۲..... ﴿بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ﴾

[المائدة: ۶۴]

”بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں وہ جس طرح (اور جتنا) چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔“

۳..... ﴿قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِإِيدِي﴾ [ص: ۷۵]

” (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: اے ابلیس جس شخص کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا اس کے آگے سجدہ کرنے سے تجھے کس چیز نے منع کیا۔“

۴..... ﴿يُدُّ اللَّهُ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ﴾ [الفتح: ۱۰]

”ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔“

ان نصوص قرآنیہ سے کنیر وز ثابت ہوا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے دو ہاتھ مبارک بھی ہیں مگر اس طرح جیسے اس کی شان کے لائق ہیں۔ ہر طرح کی تحریف، تاویل، تعطیل، تکلیف اور تمثیل کے بغیر۔

۱..... عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

قال اللہ عزوجل یوذینی ابن آدم یسب الدھر وانا الدھر، بیدی الامر، اقلب اللیل

ہوں۔ کہاں ہیں جابر؟ کہاں ہیں متکبر لوگ۔ پھر زمینوں کو بائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا پھر فرمائے گا میں اصلی بادشاہ ہوں جابر لوگ (آج) کہاں گئے۔ متکبر لوگ کہاں ہیں۔“

فوائد:

- ۱: زمانے کو برا بھلا کہنا جائز نہیں۔ کیونکہ زمانہ اللہ کی مخلوق ہے۔
- ۲: زمانے کو گالی دینے سے اللہ عزوجل کو اذیت ہوتی ہے۔
- ۳: امر (معاملات) اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔
- ۴: زمانے کے انقلابات اللہ تعالیٰ کی طرف سے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔
- ۵: اللہ عزوجل اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلاتا ہے۔
- ۶: اللہ عزوجل کے نام پر دیا گیا صدقہ ضائع نہیں ہوگا۔
- ۷: اللہ کے نام پر کیے گئے صدقہ کا پورا پورا اجر ملے گا۔
- ۸: اللہ عزوجل اپنی قدرت و طاقت سے ساتوں آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا۔
- ۹: اللہ عزوجل اپنی قدرت اور طاقت سے ساتوں زمینوں کو اپنے بائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا۔
- ۱۰: اللہ مالک ملک اپنی حقیقی بادشاہت کا اعلان فرماتے ہیں۔ وہ جابروں اور متکبروں کو لٹکا رہے گا۔

۴..... عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال قال اللہ عزوجل انفق انفق عليك وقال يد اللہ ملأى لا تغيضها نفقة سحاء الليل والنهار وقال ارائيتم ما انفق منذ خلق السماء والارض ما في يده وكان عرشه على الماء وبيده الميزان .

(صحیح بخاری، رقم الحديث: ۴۶۸۴)

”حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: تو خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بھر پور ہے رات دن کا خرچ کرنا اس میں کمی نہیں کر سکتا۔ غور کیجیے جب سے اس

نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا کتنا خرچ کر چکا ہے لیکن اس قدر خرچ نے اللہ کے ہاتھ میں موجود مال کو کم نہیں کیا۔ اللہ کا عرش پانی پر ہے اور اس کے ہاتھ میں ترازو ہے (دوسری حدیث کے مطابق) اس کو اونچا نیچا کرتا رہتا ہے۔“

فوائد:

- ۱: خرچ کرنے پر اللہ مزید عطا فرماتا ہے۔
- ۲: اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ برائے سخاوت بھرا ہوا ہے۔
- ۳: اللہ تعالیٰ کے دوسرے ہاتھ میں میزان ہے۔
- ۵..... عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ يبلغ به النبی ﷺ قال قال اللہ تبارک و تعالیٰ یا ابن آدم انفق انفق عليك وقال يمين اللہ ملأى سحاء لا يغيضها شيء الليل والنهار .

(صحیح مسلم، رقم الحديث: ۹۹۳)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: اے فرزند آدم تو خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا اور فرمایا اللہ کا داہنا ہاتھ بھرا ہوا ہے۔ رات دن کا خرچ کرنا اسے کم نہیں کر سکا۔“

۶..... عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ: اخذ اللہ اهل اليمين بيمينه و اهل الشمال في الاخرى و كلتا يديه يمين . (صفات رب العالمين: ۴۲ مترجم)

”سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جن کو قیامت کے دن اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملنا ہے انھیں اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑا اور بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ پکڑنے والوں کو دوسرے ہاتھ میں پکڑا، اور اس کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔“

فوائد:

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ

۱: اہل جنت کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

۲: اہل جہنم کو نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

۳: اہل جنت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑا۔

۴: اہل جہنم کو دوسرے ہاتھ میں پکڑا۔

۵: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے دونوں ہاتھ مبارک دائیں ہیں۔

۷:..... حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے صحیح ثابت ہے۔ فرماتے

ہیں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت کو اپنے دونوں ہاتھوں سے چھوا۔

سو اس کی اولاد میں سے جو پیدا کرنا چاہتا تھا۔ انھیں اپنے دونوں

ہاتھوں سے نکالا۔ پھر اپنے ہاتھوں کو بند کر لیا۔ پھر فرمایا اے آدم ان

دونوں ہاتھوں میں سے کسی ایک کو پسند کر تو آدم علیہ السلام نے عرض کیا: اے

میرے رب میں نے تیرا دایاں ہاتھ پسند کیا۔ اور تیرے دونوں ہاتھ

دائیں ہیں تو اللہ تعالیٰ نے دایاں ہاتھ کھولا تو اس آدم علیہ السلام کی جنتی اولاد

تھی۔ (صفات رب العالمین، ص: ۴۲)

فوائد:

اس حدیث سے ثابت ہوا:

۱: بنی نوع انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پشت آدم

سے نکالا۔

۲: اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے اپنے ہاتھوں کو کھول لیتا ہے اور جب چاہے

بند کر لیتا ہے۔

۳: اللہ تعالیٰ کے ہاتھ مبارک دو ہیں مگر دونوں دائیں ہیں مگر ہماری

بائیں جہت کے اعتبار سے بائیں کہا گیا ہے۔

۴: حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ کے دائیں ہاتھ کو پسند فرمایا۔

۸:..... عبداللہ بن عمرو ان اللہ لم یخلق بیدہ

الا ثلاثا خلق آدم بیدہ وغرض جنة عدن

بیدہ و کتب التوراة بیدہ .

(فتاویٰ ابن تیمیہ: ۹۷/۵)

”حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے صرف تین چیزوں کو اپنے ہاتھ سے پیدا

فرمایا۔ حضرت آدم کو اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا۔ جنت

عدن (کے پودے) اپنے ہاتھ سے لگائے اور تورات کو

اپنے ہاتھ سے لکھا۔“

فوائد:

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ

۱: حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔

۲: جنت عدن کی شجرکاری اپنے ہاتھ سے فرمائی۔

۳: تورات کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے لکھا۔

۹:..... عن ابن عمر قال خلق الله بیدہ اربعة

اشیاء آدم والقلم والعرش وجنات عدن

وقال لسائر الخلق کن فکان .

(صفات رب العالمین، ص: ۴۲)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: اللہ

سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے ہاتھ مبارک سے (صرف) چار

چیزیں پیدا فرمائی ہیں: ۱- آدم علیہ السلام، ۲- قلم، ۳- عرش،

۴- جنت عدن۔ باقی ساری مخلوقات کو کن کہہ کر بنایا ہے۔“

فوائد:

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ

۱: حضرت آدم، جنت عدن اور تورات کی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے

عرش کو بھی اپنے ہاتھ سے بنایا ہے۔

۲: ان چاروں چیزوں کو اللہ تعالیٰ کا اپنے ہاتھ سے پیدا فرما کر ان کی

عظمت اور اہمیت کو واضح کرنا مقصود ہے۔

۱۰:..... عن ابی ہریرۃ قال اللہ یا آدم ویداہ

مفتوحتان اختر، ایہما شئت فقال اخترت

یمین ربی . الحدیث (صفات رب العالمین)

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ

نے اپنے دونوں ہاتھ کھول کر آدم علیہ السلام سے فرمایا: ان میں سے اپنی مرضی سے (ایک ہاتھ) پسند کر لے تو آدم علیہ السلام نے کہا میں نے اپنے رب کا دایاں (ہاتھ) پسند کیا۔“  
امام حافظ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں اگر ہم ان احادیث کو تلاش کرنا شروع کر دیں جن میں (اللہ تعالیٰ کے) دو ہاتھوں کا ذکر ہے تو بات طول پکڑ جائے گی۔ اس بارے میں ائمہ کرام کے اقوال نقل کیے جاتے ہیں۔

۱: حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں جناب مطرف نے مسجد بصرہ کے منبر پر ایسا کلام فرمایا جو نہ اس سے پہلے کسی نے کہا ہے اور نہ اس کے بعد اس جیسا کہا جائے گا۔ سب تعریفات کے لائق اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے جن صفات سے اس نے اپنے آپ کو متصف کیا ان کے علاوہ دیگر صفات کو نہ جانتا بھی اس پر ایمان لانا ہے۔  
امام زہری اور امام مکحول کا مذہب:

۲: امام اوزاعی فرماتے ہیں: امام زہری اور امام مکحول رحمہما ان احادیث کے بارے میں فرمایا کرتے تھے جن میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا ذکر ہے۔ ان احادیث کو کیفیت بیان کیے بغیر اسی طرح بیان کر دو جس طرح مروی ہیں۔ یہ دونوں کبار تابعی ہیں۔

امام سفیان ثوری و امام اوزاعی کا مذہب:  
۳: ولید بن مسلم بسند صحیح فرماتے ہیں: میں نے امام سفیان ثوری، امام اوزاعی، لیث بن سعد سے ان احادیث بارے پوچھا جن میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا ذکر ہے تو انھوں نے فرمایا انھیں اسی طرح بیان کر دو جس طرح مروی ہیں۔

امام ذہبی وضاحت فرماتے ہیں امام مالک اپنے وقت کے اہل مدینہ کے امام تھے۔ ثوری کوفہ کے امام ہیں۔ اوزاعی اہل دمشق کے امام ہیں اور لیث اہل مصر کے امام ہیں۔ یہ سب کبار تابعی تابعین ہیں۔  
مشرق اور مغرب کا اتفاق ہے:

۴: عراق کے فقیہ محمد بن حسن نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو جوں کا توں تسلیم کیا جائے۔

۵: امام لاکانی نے اپنی سند سے روایت کیا ہے مشرق و مغرب کے فقہاء کا قرآن اور ان احادیث پر جن کو ثقہ راویوں نے رب تعالیٰ کی صفات میں رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا ہے بغیر کسی تفسیر، کیفیت اور تشبیہ کے ایمان لانے پر اتفاق ہے۔ چنانچہ جو شخص کسی صفت کی تفسیر بیان کرنے لگ جائے تو وہ شریعت محمدی اور مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہو گیا اور جو جہم بن صفوان کا ہم عقیدہ ہے وہ بھی (مسلمانوں کی) جماعت سے خارج ہو گیا کیونکہ جہم نے اللہ تعالیٰ کو ایسی صفت سے موصوف کیا ہے جو معدوم ہے۔

حضرت سفیان بن عیینہ کا مذہب:

۶: امام سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں ہر وہ صفت جو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے بارے میں فرمائی ہے صرف اس کی قراءت اور تلاوت ہی تفسیر ہے۔ مثال کیفیت بیان کیے بغیر امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم جاتا رہتا۔

امام عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں:  
۷: فلاح بن محمد کہتے ہیں میں نے امام عبد اللہ بن مبارک سے کہا اے ابو عبد الرحمن میں اللہ تعالیٰ کی صفت بیان کرنے کو ناپسند کرتا ہوں لیکن جب کتاب اللہ میں کوئی صفت آتی ہے تو ہم اس کو جوں کا توں تسلیم کریں گے۔ (اسی طرح) احادیث و آثار سے اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت بیان ہوگی تو ہم اس کو بلا کیفیت اور تاویل اختیار کریں گے۔

امام شافعی فرماتے ہیں:  
۸: یونس بن عبد اللہ نے امام شافعی رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے سوال کیا تو امام شافعی نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات ہیں۔ جس شخص پر حجت قائم ہو چکی ہے (اسے ان بارے میں علم ہو چکا ہے) اسے انھیں مسترد کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے کیونکہ یہ (اسماء و صفات) قرآن حکیم میں نازل ہوئے ہیں۔ نیز اس

میں لپیٹے ہوئے ہوں گے اور اس جیسی دیگر آیات۔ نہ تو ہم اس میں کوئی اضافہ کر سکتے ہیں اور نہ اس کی تفسیر بیان کر سکتے ہیں۔ جہاں قرآن و سنت رک گئے ہیں ہم بھی وہاں رک جائیں گے جو اس کے علاوہ عقیدہ رکھے تو اس کا عقیدہ باطل ہے اور وہ جہمی ہے (جہم بن صفوان صفات باری تعالیٰ کا منکر ہے۔) امام حمیدی ۲۱۹ھ میں فوت ہوئے۔

۱۰: امام ابو عبید قاسم بن سلام نے فرمایا: ہم نے ان احادیث صفات کی تفسیر بیان کرتے کسی کو نہیں پایا۔ (لہذا) ہم بھی ان کی تفسیر و تفصیل بیان نہیں کرتے۔ امام ابو عبید اپنے وقت کے بے نظیر عالم تھے۔ امام اسحاق بن راہویہ فرماتے ہیں کہ انصاف یہ ہے کہ ابو عبید مجھ سے، امام شافعی اور احمد بن حنبل سے زیادہ عالم ہیں۔

بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان بھی صحیح ثابت ہے۔ حجت قائم ہو جانے کے بعد جو اس کی مخالفت کرے وہ کافر ہے لیکن خبر نہ پہنچنے کی وجہ سے حجت قائم اور ثابت ہونے سے پہلے تو وہ جہالت کی وجہ سے معذور ہے کیونکہ اس چیز کا علم غور و فکر سے حاصل نہیں ہوتا۔

۹: امام ابوبکر حمیدی اپنی مسند اصول السنۃ میں فرماتے ہیں وہ صفات جو قرآن و حدیث میں مذکور ہیں، مثلاً: ﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ﴾ اور یہودیوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ انھی کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں (جب کہ اللہ کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں) نیز ﴿وَالسَّمَوَاتِ مَطْوِيَّاتٍ بِيَمِينِهِ﴾ یعنی ساتوں آسمان اللہ کے داہنے ہاتھ

### بقیہ: اربعین اعتقادی

- ۵: اور کچھ فرشتے نامہ اعمال لکھنے پر مامور ہیں۔
- ۶: فرشتوں کے وظائف میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ صبح و شام بندوں کی کارکردگی اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔
- ۷: نماز کا تعلق اعلیٰ عبادات سے ہے کیونکہ اسی کی بنا پر فرشتوں سے سوال و جواب ہوئے۔
- ۸: نمازوں میں نماز فجر اور نماز عصر کی فضیلت و عظمت ظاہر ہوتی ہے کیونکہ ان دونوں نمازوں میں رات اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ اور یہ دونوں اوقات شرف والے ہیں۔
- ۹: فجر اور عصر کی نمازوں کی بالخصوص محافظت کرنی چاہیے۔
- ۱۰: اللہ تعالیٰ کا نمازیوں کے بارے میں یہ فرمانا کہ ”میرے بندے“، ان کے لیے بطور شرف و فضل کے ہے۔
- ۱۱: دن کے آخری حصے میں اللہ تعالیٰ کے حضور اعمال پیش ہوتے ہیں۔
- ۱۲: اللہ عز و جل کے سوال کرنے کی حکمت یہ تھی کہ فرشتے بھی بنو آدم کے اعمال صالحہ کے گواہ بن جائیں۔ اور فرشتوں کو باور کروانا بھی مقصود تھا کہ انسانوں میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو تمھاری طرح اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس بیان کرتے ہیں۔
- ۱۳: اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کی صفت علو کا بھی ثبوت ہو رہا ہے کیونکہ حدیث مبارک میں فرشتوں کے لیے عروج استعمال ہوا ہے جس کا معنی ”نیچے سے اوپر چڑھنا ہے“ جو اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ عز و جل اپنی ذات کے اعتبار سے تمام مخلوقات سے اوپر ہے۔ صفت علوم کا ثبوت قرآن و حدیث، اجماع، عقل اور فطرت سے بھی ثابت ہے۔ اہل حدیث کا یہی عقیدہ ہے اور یہی عقیدہ برحق ہے۔
- ۱۴: اس حدیث سے حلویہ وجودی (جن کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر جگہ موجود ہے) اور جہمیہ (جو اللہ کے لیے جہت فوق کا انکار کرتے ہیں) کا رد ہوتا ہے۔



# فضائل ماہِ محرم و یومِ عاشوراء

## ایک تنقیدی جائزہ

مولانا عبدالسلام رحمانی

﴿التوبة: ۳۶﴾

”بے شک مہینوں کی تعداد آسمان وزمین کے روزِ پیدائش سے نوشتہ الہی میں بارہ ہے۔ ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔ یہی امر محکم ہے۔ پس ان چار مہینوں میں تم اپنے اوپر ظلم نہ کرو اور مشرکوں سے سب مل کر لڑو جس طرح وہ سب مل کر تم سے لڑتے ہیں اور جان رکھو کہ اللہ متقیوں ہی کے ساتھ ہے۔ ”نسیء“ تو کفر میں ایک مزید کافرانہ حرکت ہے جس سے یہ کافر لوگ گمراہی میں مبتلا کیے جاتے ہیں۔ کسی سال ایک مہینہ کو حلال کر لیتے ہیں اور کسی سال اس کو حرام کر دیتے ہیں تاکہ اللہ کے حرام کیے ہوئے مہینوں کی تعداد پوری بھی ہو جائے اور اللہ کا حرام کیا ہوا حلال بھی ہو جائے۔ اُن کے بُرے اعمال اُن کے لیے خوش نمابند دیے گئے ہیں اور خدا منکرین حق کو راہِ یاب نہیں کرتا۔“

اُن جاہلی عربوں میں بھی ان حرمت والے مہینوں کے اندر معاصی سے اجتناب کا اس قدر جذبہ تھا کہ وہ اس کی خاطر ”نسیء“ (جو اگرچہ مذموم ہے) کا حیلہ اختیار کرتے تھے۔ مگر آج امت مسلمہ کی بے حسی کا یہ حال ہو گیا ہے کہ اس میں اُن جاہلی عربوں کے برابر بھی اُن حرمت والے مہینوں کی حرمت کا احساس باقی نہیں رہا۔ یہ امت، محرم جیسے ماہِ حرام میں فسق و فساد اور عصیان و معصیت کا وہ طوفان اٹھاتی ہے کہ الامان والحفظ۔

ماہِ محرم کا وہ دن جسے رسول اللہ ﷺ نے روزہ کا دن قرار دیا تھا اور

محرم ان چار مہینوں میں سے ایک ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ”حرمت والے مہینے“ قرار دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ حرمت والے مہینے ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب ہیں۔ (صحیح بخاری) یوں تو ہر مہینے میں اور ہر آن و ہر گھڑی فتنہ و فساد، قتل و غارت گری اور فسق و فجور سے اجتناب ضروری ہے مگر ان حرمت والے مہینوں میں ان امور سے خاص طور پر اجتناب کرنا چاہیے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی ان مہینوں کی حرمت مسلم تھی اور جاہلی عرب ان مہینوں کی حرمت کا خاص خیال رکھتے تھے۔ وہ کسی مہینے کو ماہِ حرام قرار دیتے ہوئے اس میں فسق و فساد اور قتل و غارت گری کی جسارت نہ کرتے تھے۔ اگر کسی ماہِ حرام میں انہیں یہ حرکتیں کرنی ہوتیں تو وہ اس ماہِ حرام کو کچھ پیچھے ہٹا دیا کرتے تھے مگر ان سے یہ جسارت نہ ہوتی تھی کہ کسی مہینے کو ماہِ حرام قرار دیتے ہوئے اس میں یہ حرکتیں کریں، ان کے اس حیلہ کو ”نسیء“ کے نام سے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے، فرمایا:

﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كَتَبِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ﴾ إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضِلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا لِيُؤْطُوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فَيَحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللَّهُ زَيْنَ لَهُمْ سُوءَ أَعْمَالِهِمْ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

کذب و افتراء ہے۔ محرم میں صومِ عاشوراء کے سوا کوئی عمل  
بسنجح ثابت نہیں۔“ (۱۱/۴، مطبوعہ مصر ۱۳۲۲ھ)  
اور علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اہل سنت کے ایک جاہل گروہ نے یہ مذہب بنا لیا ہے کہ  
رافضیوں کو چڑانے کے لیے (جو کہ اس دن ماتم کرتے  
ہیں) اس دن کی فضیلت میں بہت سی چھوٹی روایات گھڑ لی  
ہیں۔ ہم ان دونوں گروہوں سے بری ہیں۔ رسول اللہ ﷺ  
سے اس دن روزہ کا حکم صحیح طور پر ثابت ہے اور آپ ﷺ  
نے فرمایا ہے کہ اس دن کا روزہ ایک سال کے گناہوں کا  
کفارہ ہوگا۔ مگر ان لوگوں نے اسے ثابت شدہ مشروع عمل پر  
قناعت نہیں کی اور حدیث صحیح سے اعراض کر کے لمبی چوڑی  
کہانیوں میں کھو گئے اور جھوٹ گھڑنے تک کا ارتکاب کر  
ڈالا۔“ (الموضوعات: ۱۹۹/۲، مطبوعہ مصر ۱۹۶۶ء)

اس تمہید کے بعد ابن الجوزی رحمہ اللہ نے موضوع روایات کا ذیلی  
عنوان قائم کر کے ماہِ محرم و یومِ عاشوراء کی بابت مروی بعض احادیث  
ذکر کی ہیں۔ پہلی حدیث انھوں نے یہ ذکر کی ہے:

۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر سال میں ایک دن یومِ عاشوراء کا  
روزہ فرض کیا ہے جو محرم کا دسواں دن ہے۔ پس تم لوگ بھی اس  
دن روزہ رکھو اور اپنے اہل پر اس دن خرچ میں کشادگی کرو۔ اس  
لیے کہ جو شخص یومِ عاشوراء کو اپنے اہل پر کشادگی کرے گا اللہ تعالیٰ  
اس پر سارا سال کشادگی کرے گا۔ تم اس دن روزہ رکھو کیونکہ یہی  
دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی ہے، اسی  
دن ادریس علیہ السلام کو بلند مقام پر اٹھایا۔ ۱ اسی دن ابراہیم علیہ السلام کو

اسے کفارہ سینات بٹھرایا تھا، عین اسی دن کو اس قدر بدعات و خرافات  
کی نذر کر دیا گیا کہ عوام تو عوام، کتنے خواص تک اس مہینے کی سنت صحیحہ  
سے بے تعلق ہو کر بدعات و خرافات کو دینی کام سمجھے بیٹھے ہیں اور  
ضعیف و موضوع روایات کا اتنا انبار لگا دیا گیا اور حب آلِ نبی ﷺ  
کے نام پر اتنے رسم و رواج وضع کر لیے گئے کہ جن سے حقیقت کو دور کا  
بھی واسطہ نہیں۔ حیرت ہوتی ہے کہ ان حالات میں جب کہ شیعوں اور  
خرفانیوں نے موضوع و مہمل روایات کے بیان و اشاعت کا ایک طوفان  
پا کر رکھا ہے اور عوام ان موضوع روایات کو حدیث رسول سمجھ بیٹھے  
ہیں۔ بسا اوقات اہل حدیث و اصحاب دیوبند کے اسٹیج و صحافت سے  
بھی انھی موضوع و مہمل روایات کا بیان بلا نقد و تحقیق ہونے لگتا ہے اور  
فضائل محرم و حادثہ کربلا و شہید کربلا سے متعلق بے سرو پا روایات کے  
بیان میں بڑے بڑے ثقہ حضرات اور خاصے صاحبان جبہ و دستار  
جھومتے نظر آتے ہیں۔

اسی صورت حال کے پیش نظر میرا ارادہ ہوا ہے کہ میں اپنے علم کی  
حد تک ان روایات کی حیثیت واضح کر دوں جو ماہِ محرم و یومِ عاشوراء کی  
فضیلت پر مروی ہیں تاکہ ان روایات کی حقیقت سے واقف ہو جائیں  
اور ان غیر صحیح روایات کے چکر میں نہ پڑیں۔ ان روایات کے ذکر سے  
پہلے اجمالی طور پر میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ماہِ محرم میں صحیح  
روایات سے روزہ کے سوا کوئی عمل ثابت نہیں ہے۔ شیخ الاسلام علامہ  
ابن تیمیہ رحمہ اللہ ”منہاج السنہ“ میں فرماتے ہیں:

”اور جیسا کہ عاشوراء کے دن فضائل کے باب میں اہل  
وعیال پر وسعت اور مصافحہ و خضاب و غسل کی برکت وغیرہ  
کے متعلق حدیثیں بیان کی جاتی ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ اس  
دن ایک خاص نماز پڑھنی چاہیے۔ یہ سب رسول اللہ ﷺ پر

۱ سورہ مریم (آیت: ۵۷) میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کی بابت فرمایا ہے: ﴿وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ جس کا سیدھا سادھا مطلب یہ ہے کہ  
اللہ تعالیٰ نے ادریس علیہ السلام کو درجہ بلند عطا فرمایا تھا مگر اس موقع پر ہمارے مفسرین نے بعض اسرائیلی روایات نقل کر ڈالی ہیں اور انھی اسرائیلی روایات سے  
منتقل ہو کر یہ بات ہمارے ہاں بھی مشہور ہو گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا تھا اور ان کی موت وہیں آسمان پر ہوئی۔ حافظ ابن  
 حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ادریس علیہ السلام کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا کسی بھی مرفوع سند سے ثابت نہیں ہے۔ (فتح الباری کتاب الانبیاء باب ذکر ادریس)

بنی آدم علیہ السلام کے سارے قیاموں کے ساتھ حسن سلوک کیا اور جس نے یومِ عاشوراء کا روزہ رکھا، اس کو دس ہزار فرشتوں کا، ایک ہزار حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں کا اور ایک ہزار شہیدوں کا ثواب دیا جائے گا۔ اور ساتوں آسمان بھر کا ثواب دیا جائے گا۔ یومِ عاشوراء ہی وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آسمانوں، زمینوں، پہاڑوں اور سمندروں کو پیدا کیا، اور اسی دن عرش اور لوح و قلم کو پیدا اور جبریل علیہ السلام کو بھی اسی دن پیدا کیا۔ اسی دن عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا۔ اسی دن سلیمان علیہ السلام کو حکومت عطا کی اور اسی دن قیامت قائم ہوگی، جس نے اس دن کسی مریض کی عیادت کی، اس نے گویا بنی آدم کے سارے مریضوں کی عیادت کی۔“ (ص: ۲۰۱)

سبحان اللہ۔

پاپوش میں لگا دی کرن آفتاب کی

جو بات کی خدا کی قسم، لا جواب کی!

جس وضاع و کذاب نے یہ حدیث گھڑی ہے، حد کردی حدیث گھڑنے کی بھی۔ کوئی احمق ہی ہوگا جو اس مضحکہ خیز روایت کو حدیث رسول ﷺ مان بیٹھے گا۔ ابن الجوزی فرماتے ہیں:

”اس روایت کے موضوع ہونے میں کسی بھی سمجھ دار کو شک نہیں ہو سکتا۔“

”گھڑنے والے نے کمال ہی کردی، کیسے کیسے مخفی گوشوں سے پردہ اٹھایا ہے۔ اسے ذرا بھی شرم نہ آئی کہ وہ کیسی ناممکن بات کہے جا رہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ عاشوراء کا دن وہ پہلا دن ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تخلیق ایام میں سب سے پہلے پیدا کیا ہے۔ کتنا احمق ہے اس کا گھڑنے والا کہ وہ دن جس کا نام عاشوراء (یعنی دسواں دن) ہے تخلیق ایام میں وہ پہلا دن کیسے قرار پایا؟ جب کہ اس کو دسواں دن ہونے کے لیے نو دن کا وجود اس سے پہلے ضروری ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یومِ عاشوراء ہی کو آسمان وزمین و پہاڑ سب پیدا کیے گئے۔“

آگ سے بچایا، اسی دن نوح علیہ السلام کو کشتی سے اتارا، اسی دن موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی، اسی دن اسماعیل علیہ السلام کو فدیہ دے کر ذبح سے بچایا، اسی دن یوسف علیہ السلام کو قید سے نکالا، اسی دن بنی اسرائیل کے لیے سمندر کو پھاڑا، اسی دن محمد ﷺ کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرمائے، اسی دن موسیٰ علیہ السلام کو سمندر سے پار اتارا اور اسی دن قوم یونس علیہ السلام کو توبہ کی توفیق عطا فرمائی تھی۔ پس جس شخص نے اس دن روزہ رکھا تو اس دن کا روزہ اس کے لیے چالیس سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔ یومِ عاشوراء ہی دنیا کا پہلا دن ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے تخلیق ایام میں سب سے پہلے پیدا کیا، اسی دن آسمان سے سب سے پہلی بارش اتاری، اور اسی دن اپنی سب سے پہلی رحمت نازل فرمائی ہے۔ تو جس نے عاشوراء کا روزہ رکھا اس نے گویا پورا زمانہ روزہ رکھا اور یہی عاشوراء کا روزہ انبیاء کا روزہ ہے اور جس نے عاشوراء کی پوری رات عبادت میں گزاری۔ اُس نے گویا ساتوں آسمان کے عبادت گزاروں جیسی خدا کی عبادت کی اور جس نے اس دن چار رکعت نماز پڑھی ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورۃ الحمد اور پچاس مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کی پچاس سال گزشتہ اور پچاس سال آئندہ کی خطائیں بخش دے گا اور اس کے لیے ملاء اعلیٰ میں ایک کروڑ نور کے منبر بنائے گا۔ اور جس نے اس دن کسی کو ایک گھونٹ پانی پلا دیا تو اس نے گویا ایک لمحہ بھی خدا کی نافرمانی نہیں کی اور جس نے اس دن مسکینوں کے کسی گھرانے کو آسودہ کر دیا وہ پل صراط پر سے بجلی کی سی تیزی کے ساتھ گزر جائے گا اور جس نے اس دن کوئی صدقہ کیا اس نے گویا کبھی بھی کسی سائل کو محروم واپس نہیں کیا اور جس نے اس دن غسل کر لیا وہ مرض الموت کے سوا کسی مرض میں مبتلا نہ ہوگا اور جس نے اس دن سرمہ لگایا اس کو سال بھر آشوب چشم کی شکایت نہ ہوگی اور جس نے اس دن کسی یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیر دیا، اس نے گویا

کے پاس ساری امت محمدیہ نے روزہ افطار کیا اور جس نے اس دن کسی بھوکے کو کھانا کھلایا۔ اس نے گویا آپ ﷺ کی امت کے تمام فقیروں کو کھانا کھلایا اور آسودہ کیا اور جس نے اس دن کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیر دیا تو اس یتیم کے سر کے ہر بال کے عوض جنت میں اس کا ایک ایک درجہ بلند کیا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”پھر تو اے اللہ کے رسول، یومِ عاشوراء کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بڑی فضیلت عطا فرمائی ہے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک! یہی تو وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے زمین، پہاڑ، تارے، لوح و قلم، جبریل، فرشتے، آدم اور ولد ابراہیم کو پیدا کیا ہے۔ اسی دن انھیں آتش نمرود سے صحیح سالم نکالا ہے، اسی دن اسماعیل علیہ السلام کو دنبے کا فدیہ دے کر بچایا ہے، اسی دن فرعون کو ڈوبایا ہے، اسی دن ادریس علیہ السلام کو اٹھایا ہے اور اسی دن انھیں پیدا کیا ہے، اسی دن آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی ہے، اسی دن داود علیہ السلام کی مغفرت کی ہے، اسی دن سلیمان علیہ السلام کو سلطنت دی ہے۔ اسی دن رسول اللہ ﷺ کو پیدا کیا ہے۔ اسی دن خدائے تعالیٰ عرش پر جلوہ فرما ہوا ہے اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔“

ابن الجوزی فرماتے ہیں: یہ حدیث بھی بلاشبہ موضوع ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: (اس حدیث کا ایک راوی) حبیب بن ابی حبیب جھوٹا راوی ہے۔ ابن عدی نے کہا، یہ شخص حدیثیں گھڑتا ہے۔ ابو حاتم نے کہا، یہ حدیث باطل اور بے بنیاد ہے۔ حبیب مروک باشندہ ہے، حدیثیں گھڑ کر ثقہ راویوں پر چسپاں کر دیتا ہے۔ اس کی حدیثیں نقل کرنی جائز ہی نہیں ہیں مگر یہ کہ بطور تنقید نقل کی جائیں۔“ (ص: ۲۰۳) حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے بھی ”اللائی المصنوعہ“ میں اسے نقل کیا ہے اور اسی حبیب کو اس موضوع روایت کا سبب قرار دیا ہے۔ (ص: ۳۶۷) (بہ شکر یہ ماہنامہ ”محدث“ لاہور)

باقی آئندہ

حالانکہ صحیح روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو سپنچر کے دن اور پہاڑوں کو اتوار کے دن (یعنی دوا لگ الگ دنوں میں) پیدا کیا ہے اور اس موضوع روایت میں ثواب کا جو طول و عرض بیان کیا گیا ہے وہ کسی طرح بھی محاسن شریعت سے میل نہیں کھاتا۔ یہ کیسے مستحسن قرار دیا جاسکتا ہے کہ صرف ایک دن کا روزہ کوئی آدمی رکھ لے تو اسے ہزار حاجیوں، ہزار عمرہ کرنے والوں اور ہزار شہیدوں کا ثواب دے دیا جائے؟ یہ اصول شرع کے خلاف ہے۔ اگر ہم اس روایت پر یکے بعد دیگرے تنقید کریں تو بات لمبی ہو جائے گی۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ موضوع روایت ہے مگر یہ عجیب معاملہ ہے کہ یہ موضوع روایت ثقہ رواۃ کی حدیثوں میں گھسیڑ دی گئی ہے (یعنی سند میں ثقہ رواۃ ذکر کر دیے گئے ہیں۔)“ (ص: ۲۰۱)

ان بعض المتأخرین وضعه و رکبه علی هذا الاسناد .

”اس کے راوی ثقہ ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ متاخرین میں سے کسی نے یہ حدیث گھڑی ہے اور اس میں ثقہ راویوں کی یہ سند جوڑ دی ہے۔“

ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اس تبصرہ کے بعد اس سند کے ایک راوی پر ائمہ جرح و تعدیل کا کچھ کلام بھی نکل کیا ہے۔ اس کے بعد ایک دوسری سند سے بروایت ابن عباس یہ حدیث ذکر کی ہے کہ

۲: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے عاشوراء کے دن روزہ رکھا اس کے لیے ساٹھ سال کے صیام و قیام کی عبادت لکھ دی جائے گی۔ اور اس کو دس ہزار فرشتوں، ایک ہزار حاجیوں و عمرہ کرنے والوں اور دس ہزار شہیدوں کا ثواب دیا جائے گا اور اس کے نامہ اعمال میں ساتویں آسمان بھر کا ثواب لکھ دیا جائے گا اور جس کے پاس عاشوراء کے دن کوئی مومن روزہ افطار کرے گا تو گویا اس

## نماز میں سورتوں کی ترتیب

مولانا ظفر عدیل نور الحق سلفی

وقلت یرکع بها ثم افتتح النساء فقرأها ثم  
افتتح آل عمران فقرأها یقرأ مترسلاً ، إذا مر  
بآية فیها تسبیح سبح وإذا مر بسؤال سأل  
وإذا مر بتعوذ تعوذ ثم رکع فجعل یقول  
سبحان ربی العظیم فکان رکوعه نحواً من  
قیامه ثم قال سمع الله لمن حمده ثم قام  
طویلاً قریباً مما رکع ثم سجد فقال: سبحان  
ربی الأعلی فکان سجوده قریباً من قیامه ،  
قال وفي حدیث جریر من الزیادة فقال سمع  
الله لمن حمده ربنا لك الحمد .

(صحیح مسلم: ۱/ ۲۶۴)

”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ میں  
نے نبی ﷺ کے ساتھ ایک رات نماز پڑھی تو آپ نے  
سورۃ بقرہ کی قراءت شروع کردی، میں نے (اپنے جی  
میں) کہا کہ سو (۱۰۰) آیت پر رکوع کریں گے مگر آپ  
آگے بڑھ گئے تو میں نے کہا کہ ایک رکعت میں پوری  
سورت پڑھ ڈالیں گے۔ آپ نے قراءت جاری رکھی تو میں  
نے کہا کہ اسی سورت پر رکوع کریں گے، پھر آپ نے سورۃ  
نساء شروع کردی اور پوری پڑھ ڈالی پھر آل عمران شروع کی  
اور پوری پڑھ ڈالی۔ آپ ٹھہر ٹھہر کر سکون سے پڑھتے تھے،  
جب آپ کسی آیت پر پہنچتے اور اس میں تسبیح کا بیان ہوتا تو  
آپ اللہ کی پاکی بیان کرتے اور سوال کی آیت آتی تو اللہ  
سے سوال کرتے اور جب تعوذ کی آیت پر پہنچتے تو اللہ کی پناہ

آج کے مسلمان رسم و رواج کے پابند اور دینی فہم و بصیرت سے  
اس قدر دور ہیں کہ جب کوئی بات خلاف معمول ہو جاتی ہے تو بجائے  
اس کے کہ اس کی تحقیق کریں یا معتبر علماء سے پوچھ لیں، بغیر علم کے  
جدال و محاصمت پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور حق جاننے کی زحمت گوارا  
نہیں کرتے۔ ﴿ومن الناس من یجادل فی الله بغیر  
علم﴾ اور افسوس ہوتا ہے ان علماء پر جو ان عوام کی صحیح راہنمائی نہیں  
کرتے، مذہبی تعصب کی عینک لگا کر ہی ہر مسئلہ دیکھتے ہیں اور کتاب  
وسنت کے نصوص کی کچھ پروا نہیں کرتے جہاں شریعت نے سخت  
موقف اختیار کیا ہے وہاں نرم پڑ جاتے ہیں اور جہاں سہولت رکھی ہے  
وہاں سخت ہو جاتے ہیں، کیا انھیں یہ خوف نہیں کہ ایک دن اللہ کے  
حضور کھڑا ہونا ہے اور اپنے ہر قول اور عمل کا جواب دینا ہے؟

نماز میں سورتوں کی ترتیب وار پڑھنے یا نہ پڑھنے میں شریعت  
نے سہولت دی ہے، یعنی پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی سورت  
پڑھی گئی تو ضروری نہیں کہ دوسری رکعت میں اس کے بعد والی سورت  
ہی پڑھی جائے۔ ہم اس عدم ترتیب کو افضل و اولیٰ نہیں سمجھتے مگر ناجائز  
و مکروہ بھی نہیں جانتے۔ اور اگر کوئی شخص کبھی اس عدم ترتیب کے  
ساتھ نماز میں قراءت کرے تو اس پر نکیر کرنے کا کسی کو حق بھی نہیں  
ہے۔ ذیل میں اس تعلق سے نبی کریم ﷺ کا اسوہ اور علمائے امت کی  
تشریحات سے ثبوت پیش کرتے ہیں۔  
صحیح مسلم میں ہے:

”عن حذیفۃ قال: صلیت مع النبی ﷺ ذات  
لیلۃ فافتتح البقرۃ فقلت یرکع عند المائة ثم  
مضى فقلت یصل بها فی رکعة فمضى



مصحف عثمانی سے پہلے مصاحف کی ترتیب مختلف تھی، نبی ﷺ اور آپ کے بعد امت مسلمہ نے ہر زمانے میں نماز، درس اور تلقین میں سورتوں کو ترتیب وار نہ پڑھنا جائز سمجھا ہے۔“

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی قاضی عیاض کا قول نقل کیا ہے دیکھیے فتح الباری (۴۰۹)۔ علامہ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”هكذا الرواية بتقديم النساء على آل عمران وهو دليل على جواز ترك مراعاة ترتيب المصحف العثماني في القراءة.“

(حاشیہ صفۃ صلاۃ النبی، ص: ۹۸)

”روایت میں اسی طرح سورۃ نساء آل عمران سے پہلے مذکور ہے اور یہ دلیل ہے کہ قراءت میں مصحف عثمانی کی ترتیب کی رعایت نہ کرنا جائز ہے۔“

اب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ملاحظہ فرمائیں:

”قال يوسف بن ماهك: ”إني عند عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها إذ جاءها عراقي فقال: أي الكفن خير قالت ويحك وما يضرك. قال يا أم المؤمنين أريني مصحفك قالت لم؟ قال لعلی أؤلف القرآن عليه فانه يقرأ غير مؤلف قالت وما يضرك أیه قرأت قبل، إنما نزل أول ما نزل منه سورة من المفصل فيها ذكر الجنة والنار، حتى اذا ثاب الناس الى الاسلام نزل الحلال والحرام، ولو نزل أول شيء لا تشربوا الخمر لقالوا لا ندع الخمر أبدا ولو نزل لا تنزوا لقالوا لا ندع الزنا أبدا، لقد نزل بمكة على محمد ﷺ وإني لجارية ألعب: ”بل الساعة موعدهم والساعة أدهي وأمر“ وما

مانگتے۔ پھر آپ نے رکوع کیا اور ”سبحان ربی العظیم“ پڑھنے لگے تو آپ کا رکوع آپ کے قیام کے برابر تھا پھر آپ نے سمع اللہ لمن حمدہ کہا پھر آپ اتنی دیر تک کھڑے رہے جتنی دیر رکوع میں تھے، پھر آپ نے سجدہ کیا تو کہا ”سبحان ربی الاعلیٰ“ اور آپ کا سجدہ تقریباً آپ کے قیام کے برابر تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ جریر کی روایت میں سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد ”ربنا لک الحمد“ بھی موجود ہے۔“

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں یہ مذکور ہے کہ نبی ﷺ نے سورۃ نساء کے بعد سورۃ آل عمران پڑھی جب کہ مصحف عثمانی میں سورۃ آل عمران پہلے ہے اور سورۃ نساء بعد میں۔ لہذا یہ حدیث اس بات کا ثبوت ہے کہ نماز میں سورتوں کو بالترتیب پڑھنا ضروری نہیں ہے اور اگر کوئی شخص بے ترتیب سورتیں پڑھ دے تو اس کی نماز نہ باطل ہوگی نہ مکروہ، کیونکہ کراہت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

علامہ نووی نے اس حدیث کی شرح میں سورتوں کی ترتیب اجتہادی ہے یا توقیفی“ پر بحث کے بعد قاضی عیاض کا یہ قول نقل کیا ہے:

”والذي نقوله أن ترتيب السور ليس بواجب في الكتابة ولا في الصلاة ولا في الدرس ولا في التلقين والتعلم وإنه لم يكن من النبي ﷺ في ذلك نص ولا حد تحرم مخالفته ولذلك اختلف ترتيب المصاحف قبل مصحف عثمان قال واستجاز النبي ﷺ والأمة بعده في جميع الأعصار ترك ترتيب السور في الصلاة والدرس والتلقين.“

(شرح النووي على صحيح مسلم: ۲۴۶/۱)

”اور جو بات ہم کہتے ہیں وہ یہ کہ سورتوں کی ترتیب نہ لکھنے میں واجب ہے نہ نماز میں نہ درس میں نہ تلقین و تعلیم میں۔ نبی ﷺ سے اس سلسلے میں کوئی نص اور کوئی حدیث ثابت نہیں ہے کہ جس کی مخالفت کرنا حرام ہو۔ اور یہی وجہ ہے کہ

نزلت سورة البقرة والنساء إلا وأنا عنده قال: فأخرجت له المصحف فأملت عليه آي السور .“ (صحيح بخاري، رقم الحديث: ۴۹۹۳)

”یوسف بن ماہک کہتے ہیں کہ میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا کہ ایک عراقی ان کے پاس آیا اور کہا کون سا کفن بہتر ہے؟ انھوں نے کہا: افسوس ہے تم پر، کس کفن میں تمھارا نقصان ہے؟ اس نے کہا اے ام المومنین آپ مجھے اپنا قرآن شریف دکھائیے، انھوں نے کہا کیوں؟ اس نے کہا تاکہ میں اسی کے مطابق قرآن کو ترتیب دے لوں کیونکہ قرآن بے ترتیب پڑھا جا رہا ہے، انھوں نے کہا جس سورت کو بھی پہلے پڑھو تمھارا کیا نقصان ہے۔ پہلے جو سورة نازل ہوئی مفصلات میں سے ہے جس میں جنت و جہنم کا ذکر ہے یہاں تک کہ جب لوگ اسلام کی طرف لوٹ آئے تو حلال و حرام نازل ہوا۔ اگر شروع ہی میں شراب نہ پینے کا حکم نازل ہو جاتا تو لوگ کہتے ہم شراب ہرگز نہ چھوڑیں گے اور اگر زنا کی ممانعت ہو جاتی تو لوگ کہتے ہم زنا کبھی ترک نہیں کریں گے۔ مکہ میں محمد ﷺ پر آیت ﴿بَلِ السَّاعَةِ مَوْعِدُهُمُ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمْرٌ﴾ اس وقت نازل ہوئی جب میں کھیلنے کودنے والی بچی تھی اور سورة بقرہ اور نساء اس وقت نازل ہوئیں جب میں نبی کی زوجیت میں تھی۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر انھوں نے قرآن شریف نکالا اور اس عراقی کو سورتوں کی آیتیں لکھوا دیں۔“

آج کل جس طرح قرآن کی سورتیں آگے پیچھے پڑھنے پر لوگوں کو اعتراض ہے اسی طرح صحابہ کے زمانے میں مذکورہ عراقی کو بھی اعتراض تھا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مسئلہ بتا دیا کہ قرآن کی سورتیں آگے پیچھے پڑھنے میں کوئی نقصان نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

”قال ابن بطلال لا نعلم أحدا قال بوجوب

ترتيب السور في القراءة لا داخل الصلاة ولا خارجها بل يجوز أن يقرأ الكهف قبل البقرة والحج قبل الكهف مثلاً وأماما جاء عن السلف من النبي عن قراءة القرآن منكوساً فالمراد به أن يقرأ من آخر السورة الى أولها، وكان جماعة يصنعون ذلك في القصيدة من الشعر مبالغة في حفظها وتذيلاً للسانہ في سردھا فممنع السلف ذلك في القرآن فهو حرام فيه .“ (فتح الباري: ۴۰ / ۱۹)

”ابن بطلال نے کہا: ہم کسی کو نہیں جانتے جو قراءت میں سورتوں کی ترتیب کو واجب کہتا ہو، ترتیب نہ نماز کے اندر واجب ہے نہ نماز کے باہر بلکہ جائز ہے کہ مثلاً سورة کہف سورة بقرہ سے پہلے پڑھی جائے اور سورة حج سورة کہف سے پہلے۔ اور جو سلف صالحین سے قرآن کو الٹا پڑھنے کی ممانعت آئی ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ سورت کے آخر سے اوّل کی طرف پڑھا جائے۔ ایک جماعت شعر کے قصیدے میں ایسا کرتی تھی یہ بتانے کے لیے کہ ہمیں خوب یاد ہے اور ہماری زبان خوب چلتی ہے تو سلف صالحین نے قرآن میں ایسا کرنے سے منع کیا، قرآن میں ایسا کرنا حرام ہے۔“

اس تشریح سے یہ بات واضح ہوگئی کہ کسی سورت کی آیتوں کو آخر سے اوّل کی طرف پڑھنا جائز ہے، سورتوں کو آگے پیچھے پڑھنا ناجائز نہیں ہے۔

علامہ البانی رحمہ اللہ نے مفصل کی بہت سی ہم مثل سورتوں کو ان کے نمبرات کے ساتھ ذکر کر کے یہ لکھا ہے کہ نبی ﷺ فلاں اور فلاں سورت ایک رکعت میں پڑھتے تھے پھر اس پر نوٹ لگاتے ہوئے حاشیہ میں لکھا ہے:

”وقد كشف لنا الترتيم الأول أنه صلى الله عليه وسلم لم يراع في الجمع بين كثير من

بقراءتہ ﷺ سورا ولاء أن ترتبها كذلك،  
وحيثئذ فلا يرد حديث قرائته النساء قبل آل  
عمران لأن ترتيب السور في القراءة ليس  
بواجب ولعله فعل ذلك لبيان الجواز.

(الاتقان في علوم القرآن: ۸۴ / ۱)

”شرح صدر اس بات پر ہوتا ہے جس کی طرف امام بیہقی  
گئے ہیں کہ تمام سورتوں کی ترتیب توقیفی ہے سوائے البراءۃ  
اور الانفال کے اور نبی ﷺ کے بے ترتیب سورتوں کو پڑھنے  
سے یہ استدلال مناسب نہیں کہ سورتوں کی ترتیب اسی طرح  
ہے، اور جب بات ایسی ہو تو اس حدیث کو رد نہیں کیا جائے  
گا، جس میں ہے کہ آپ نے سورۃ النساء کی قراءت آل  
عمران سے پہلے کی ہے کیونکہ قراءت میں سورتوں کی ترتیب  
واجب نہیں ہے، اور شاید آپ نے ایسا بیان جواز کے لیے  
کیا ہے۔“

اس بیان سے جہاں سورتوں کو بے ترتیب پڑھنے کا جواز ملتا ہے  
وہیں اس میں ان لوگوں کا جواب بھی ہے جو سورتوں کے توقیفی ہونے  
کی بنیاد پر قراءت میں سورتوں کی ترتیب ضروری قرار دیتے ہیں۔  
لوگوں کو چاہیے کہ جہاں شریعت نے سہولت دی ہے وہاں نرم  
رہیں بے جانتی نہ کریں۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ  
وصحبہ اجمعین.



مولانا قاری عبدالمتمین اصغر کو صدمہ

مولانا قاری عبدالمتمین اصغر صاحب خطیب جامع مسجد توحید اہل  
حدیث تاج پورہ چوک لاہور کی والدہ محترمہ ۳ نومبر ۲۰۱۳ء بروز اتوار  
وفات پاگئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔  
قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ (محمد سلیم چنیوٹ)

هذه النظائر ترتيب المصحف فدل على  
جواز ذلك. “(حاشیہ صفۃ صلاۃ النبی، ص: ۸۵)  
”سورتوں کے پہلے نمبر سے یہ واضح ہو گیا کہ نبی ﷺ نے  
بہت سی ہم مثل سورتوں کو ایک ساتھ پڑھنے میں مصحف کی  
ترتیب کا لحاظ نہیں رکھا، معلوم ہوا کہ بے ترتیب پڑھنا  
جائز ہے۔“

مذکورہ دلائل کو کچھ لوگ بالائے طاق رکھ کر یہ سوچتے ہیں کہ جب  
سورتوں اور آیتوں کی ترتیب توقیفی ہے تو سورتوں کو بے ترتیب پڑھنا  
جائز کیسے ہو سکتا ہے؟

پہلی بات تو انھیں یہ معلوم ہونی چاہیے کہ یہ ہمارا اصولی عقیدہ ہے  
کہ نقل عقل پر مقدم ہے، دوسرے یہ کہ سورتوں کے توقیفی ہونے  
سے اگرچہ اس میں بھی اختلاف ہے، یہ لازم نہیں آتا کہ سورتوں کی  
قراءت بہر حال بالترتیب کی جائے جب کہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ  
مدارس میں بچوں کو پارہ عم کی تعلیم دی جاتی ہے اور اس میں پہلے سورۃ  
فاتحہ پھر سورۃ الناس پھر سورۃ الفلق لکھی ہوئی ہیں مگر کوئی اس پر  
اعتراض نہیں کرتا۔ اگر سورتوں کی ترتیب توقیفی ہونے سے بالترتیب  
قراءت واجب ہے تو پہلے معترضین کو اپنے مدارس سے اس قسم کے  
پاروں کی تعلیم بند کرنی چاہیے جو بے ترتیب لکھے ہوئے ہیں اور پہلے  
سورۃ فاتحہ یاد کرنی چاہیے پھر سورۃ البقرہ پھر سورۃ آل عمران وغیرہ۔  
اور نماز میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ البقرہ پھر آل عمران پھر النساء  
وغیرہ سورتوں کی بالترتیب پڑھنا چاہیے کیونکہ سورتوں کی ترتیب توقیفی  
ہے اور سورۃ البقرہ، آل عمران وغیرہ وغیرہ چھوڑ کر بیچ یا اخیر سے  
پڑھنے کا کسی کو کیا حق ہے۔

اگر اسی طرح عقل بھڑائی جائے تو دین پر چلنا مشکل ہو جائے گا۔  
لہذا اس تکلف کی کوئی ضرورت بھی نہیں۔ حافظ سیوطی لکھتے ہیں:

”والذي ينشرح له الصدر ما ذهب اليه  
اليهقي وهو أن جميع السور ترتبها توقيفي  
الابراءة والانفال، ولا ينبغي أن يستدل

## اسلام کا روحانی نظام قرآن اور حدیث و سنت کی روشنی میں

سید عالم جمال عبدالسلام ہشام

امر بالمعروف و نہی عن المنکر:

لیے اس میں جتنی اہمیت ذکر و فکر، تزکیہ نفس کو حاصل ہے اتنی ہی اہمیت اجتماعی نظام کی اصلاح، بہتری اور بہبود کے لیے کوشاں رہنے کو دی گئی ہے۔ اور یہی وہ صفت ہے جس کو اسلام نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے القاب سے یاد کیا ہے۔

جب نیکی معدوم ہو رہی ہو۔ برائی کا چہرہ عیاں اور عریاں ہو رہا ہو۔ نفوس مکدر ہو رہے ہوں۔ اس وقت نفس انسانی کی اصل معراج یہی ہے کہ وہ آگے بڑھ کے برائی کی تاریک رات کو نیکی کے روشن اور تابناک دن میں تبدیل کر دے۔ اسی لیے اللہ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ  
بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ﴾

[آل عمران: ۱۱۰]

”تم سب سے بہتر امت چلے آئے ہو، جو لوگوں کے لیے نکالی گئی، تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔“

نیز ایمان والوں کو ایسی ایک جماعت تیار رکھنے کا حکم دیا۔ جو نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے:

﴿وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ  
بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ  
الْمُقِيلُونَ﴾ [آل عمران: ۱۰۴]

”اور لازم ہے کہ تم میں ایک ایسی جماعت ہو جو نیکی کی طرف دعوت دے اور اچھے کام کا حکم دے اور برائی سے منع کرے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔“

گزشتہ بحث میں اسلام کے روحانی نظام کے جتنے اصول بیان ہوئے ہیں۔ ان سے واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام میں نفس کی فلاح اجتماعی معاشرتی فلاح کے ساتھ مشروط ہے۔ نماز کی ادائیگی، روزے کا فریضہ، زکاۃ کا عمل، حج بیت اللہ کی عبادت، جو دوسخا کے مظاہر، صبر کا نمونہ، تواضع اور انکساری کا اظہار۔ یہ سب اجتماعیت کی اہمیت اور حیثیت کو ظاہر کرتے ہیں اور اگر معاشرہ بحیثیت مجموعی اور جماعت من حیث الکلی غلط اصولوں اور غیر منصفانہ بنیادوں پر قائم ہو تو کوئی فرد ذاتی کوششوں سے فلاح یافتہ نہیں بن سکتا۔ اسلام میں صرف نفس کا نہیں بلکہ نفوس کا تزکیہ مطلوب ہے۔ دوسروں کی روحانی سعادت اور مادی فلاح کا خیال کیے بغیر کوئی فرد نجات حاصل کر سکتا ہے۔ نہ سعادت روحانی اور فلاح انسانی کے خاکے میں حقیقت کا رنگ بھرا جا سکتا ہے۔

پروفیسر امان اللہ بھٹی لکھتے ہیں:

”اسلام اگر کسی شخصی عقیدے کا نام ہوتا یا محض تزکیہ نفس ہی کی کوششوں سے عبارت ہوتا تو قرآن میں زکاۃ کے احکام پائے جاتے نہ دولت کے خرچ اور تقسیم کے بارے میں کوئی ہدایت ملتیں نہ وراثتوں اقرباء اور پڑوسیوں کے حقوق کا ذکر ہوتا نہ جہاد بالمال اور قتال فی سبیل اللہ کا کوئی حکم ہوتا۔ نہ جنگ و صلح دوستی و دشمنی اور بین الاقوامی معاہدات کی وضاحت موجود ہوتی۔“ (اسلام اور خانقاہی نظام، ص: ۲۲)

اسلام شریعت و اخلاص، حقوق و فرائض، دین و دنیا، اور فقر و جہاد کے باہمی اشتراک و ارتباط پر مشتمل ایک کامل و اکمل نظام ہے۔ اس

﴿كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ﴾ [المائدة: ۷۹]

”وہ ایک دوسرے کو کسی برائی سے، جو انھوں نے کی ہوئی، روکتے نہ تھے، بے شک برا ہے جو وہ کیا کرتے تھے۔“  
بنی اسرائیل پر اسی لیے لعنت کی گئی کہ وہ دوسروں کو برے کاموں سے منع نہیں کرتے تھے۔

مولانا مودودی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:  
”ہر قوم کا بگاڑ ابتداءً چند افراد سے شروع ہوتا ہے۔ اگر قوم کا اجتماعی ضمیر زندہ ہو تو رائے عام ان بگڑے ہوئے افراد کو دبائے رکھتی ہے اور قوم بحیثیت مجموعی بگڑنے نہیں پاتی۔ لیکن اگر قوم ان افراد کے معاملے میں تساہل شروع کر دیتی ہے۔ اور غلط کار لوگوں کو ملامت کرنے کی بجائے انھیں سوسائٹی میں غلط کاری کے لیے آزاد چھوڑ دیتی ہے تو پھر رفتہ رفتہ وہی خرابی جو پہلے چند افراد تک محدود تھی پوری قوم میں پھیل کر رہتی ہے۔ یہی چیز ہے جو آخر کار بنی اسرائیل کے بگاڑ کی موجب ہوئی۔“ (تفہیم القرآن: ۳۹۶/۱)  
علامہ شوکانی لکھتے ہیں:

”والامر بالمعروف والنہی عن المنکر من اہم القواعد الاسلامیة و اجل الفرائض الشرعیة و لهذا کان تارکہ شریکا لفاعل المعصیة و مستحقا لغضب اللہ و انتقامہ کما وقع لاهل السبت.“

(تفسیر فتح القدیر، ص: ۳۸۸)

نیز رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلمہ و ذلک اضعف الایمان .))

(صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۴۹)

نیز حکومت اسلامی کا فریضہ بھی امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَآمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ﴾

[الحج: ۴۱]

”وہ لوگ کہ اگر ہم انھیں زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور اچھے کام کا حکم دیں گے اور برے کام سے روکیں گے۔“

نیز ایمان دار مرد اور عورتوں کی اس صفت کا تذکرہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یوں بھی کیا:

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ﴾

[التوبة: ۷۱]

”اور مومن مرد اور مومن عورتیں، ان کے بعض بعض کے دوست ہیں، وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانتے ہیں۔“

نیز حضرت لقمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿يَبْنِيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَآمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ﴾ [لقمان: ۱۷]

”اے میرے جھوٹے بیٹے! نماز قائم کر اور نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کر اور اس (مصیبت) پر صبر کر جو تجھے پہنچے، یقیناً یہ ہمت کے کاموں سے ہے۔“

ان آیات سے صاف مترشح ہے کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر نفس انسانی کی فلاح و فوز کا باعث ہے۔

ترک امر بالمعروف ونہی عن المنکر۔ ایک روحانی رذیلہ:

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر نفرین بھیجتے ہوئے فرمایا:



یہ آیت اور حدیث دلالت کرتی ہیں کہ ترک امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے نفس انسانی تنزیل کا شکار ہو کر اللہ کے غیظ و غضب کا شکار ہوتا ہے۔ نیز انسان کے ایمان میں کمی ہو جاتی ہے۔ اگر وہ کسی برائی کو دل سے برا جانے۔ تو جو کسی برائی کو دل سے بھی برا نہیں جانتا اندازہ ہو جانا چاہیے کہ اس کی روح کتنی شقی اور ناخلف ہو چکی ہوگی۔ بعض لوگ خود برائی نہیں کرتے مگر دوسروں کو بھی برائی سے نہیں روکتے۔ ان کے لیے رسول اکرم ﷺ نے مثال بیان فرمائی:

”اللہ تعالیٰ کی حدود کے بارے میں مداخلت کرنے والے کی مثال ان لوگوں کے مانند ہے جو ایک کشتی میں سوار ہوں ان میں سے بعض اوپر والے حصے میں سوار ہوں اور بعض نیچے والے حصے میں۔ نیچے والے پانی لینے کے لیے اوپر والوں کے پاس جائیں تو وہ ان کے آنے پر تنگی محسوس کریں اور ناگواری کا اظہار کریں تو نیچے والے ان کے پاس جانے کے بجائے پانی لینے کے لیے کشتی کی تہہ ہی میں سوراخ کر لیں تاکہ سمندر سے پانی حاصل کر سکیں۔ اوپر والے کہیں کہ یہ سوراخ کیوں کرتے ہو؟ وہ کہیں کہ تمہیں ہماری وجہ سے تکلیف ہوتی ہے اور ہمیں پانی کی بہر حال ضرورت ہے اب اوپر والے ان کا ہاتھ روک لیں اور سوراخ نہ کرنے دیں تو سب بچ جائیں گے اور اگر انھیں نہ روکیں تو سب کے سب تباہ ہو جائیں گے۔“ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۲۴۹۳)

نیز امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کرنے والوں کے نفوس اتنے شقی ہو جاتے ہیں کہ عذاب الہی کے مستحق قرار پاتے ہیں اور ان کی دعائیں درجہ قبولیت کو نہیں پہنچتیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لتسمرن بالمعروف ولتنھون عن المنکر  
اولیو شکن اللہ ان یبعث علیکم عقاباً منہ ثم  
تدعونہ فلا یتستجیب لکم۔))

(جامع ترمذی، رقم الحدیث: ۲۱۶۹)

نیز آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

((ان الناس اذا راوا الظالم فلم یأخذوا علی یدیہ اوشک ان یعمہم اللہ بعقاب منہ۔))

(سنن أبو داود، رقم الحدیث: ۴۳۳۸)

ان تصریحات قرآن و سنت سے معلوم ہوا کہ اگر اسلامی معاشرے میں برائی کو پنپنے دیا جائے تو کچھ مدت بعد لوگ شریر النفس بن جائیں گے۔ انسانی نفوس قبائح کے عادی ہو جائیں گے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ حلال و حرام کی تمیز ختم ہو جائے گی بصیرت کا خاتمہ اور فکری ویرانی کا دور دورہ ہوگا۔ اور یہی وہ حالات ہیں جو نفس کی تباہی کا سبب بن جاتے ہیں۔

امام قرطبی سورہ آل عمران کی آیت ۱۱۰ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

”تاسرون بالمعروف و تنھون عن المنکر“ مدح لهذا الامة ما اقاموا ذلك و اتصفوا به فاذا تركوا التغيير و تواطوا على المنکر زال عنهم اسم المدح ولحقهم اسم الذم و كان ذلك سبباً لهلاكهم۔“ (تفسیر قرطبی: ۱۱۹/۲)

اس آیت کی تفسیر میں حافظ صلاح الدین یوسف تحریر کرتے ہیں:

”جو امر بالمعروف ونہی عن المنکر نہیں کرے گا وہ بھی اہل کتاب کے مشابہ قرار پائے گا۔ ان کی صفت بیان کی گئی ہے۔

﴿كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ﴾ [المائدة: ۷۹]

(احسن البیان، ص: ۱۹۳)

لہذا معلوم ہوا کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے روح کو جلا ملتی ہے۔ اور خیر امت کے لقب سے متصف ہونے کے لیے لازم ہے کہ انسان اس کو ہر حال میں تھامے رکھے۔ بصورت دیگر روح میں وہ خباثت جمع ہو جاتی ہے جو مغضوب لوگوں کا مقدر ہوا کرتے ہیں۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور سورۃ العصر:

سورۃ العصر میں نجات یافتہ افراد کی چار صفات بیان ہوئی ہیں:

۱۔ ایمان ۲۔ اعمال صالحہ

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

((بلغوا عني ولو آية))

(صحیح بخاری، رقم الحديث ۳۴۶۱)

نیز حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((ليبلغ الشاهد الغائب))

(صحیح بخاری، رقم الحديث ۶۷)

لہذا صرف علماء اور خطباء ہی نہیں بلکہ ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے ہوئے نہ صرف اپنی روح کی تطہیر کا سامان کرے بلکہ دوسروں کے نفوس کا مُرَجّی بھی بنے اور کیوں نہ عظیم ہو وہ کام جو قرآن نے نبی ﷺ کی شان میں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿يَا مَعْزُومًا بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾

[الاعراف: ۱۵۷]

”وہ انھیں معروف کا حکم دیتا ہے اور منکر سے روکتا ہے۔“

جہاد و قتال:

نفس انسانی کی معراج یہی ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں اس طرح نکلے کہ پر خارا رستوں پر بچھے ہوئے خارِ مغیلاں اس کے لیے مہینز کا کام دیں۔ اللہ کی رضا اور خوشی مقصود اصلی ہو۔ ذاتی انا اور خود غرضی، حب دنیا اور کراہیت الموت، وسواس و شہوات اور شکوک و شبہات جب نفس انسانی پر یلغار کر رہے ہوں دنیا کی آسائش نگاہوں کو خیرہ کرنے میں مصروف ہو۔ بساطِ جہاں پر ظلم کے مہرے انسانیت کے کشت و خون میں مشغول ہوں۔ ایسے میں جب انسان صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے کلمہ کی سر بلندی کے لیے تنگ و تاز میں مصروف ہو جائے۔ زندگی کی اُکھڑی ہوئی سانسوں کو استحکام عطا کرے۔ بدی اور نافرمانی کے گماشتوں کے ایوانوں میں اپنی صدائے رستاخیز سے کہرام پیدا کر دے۔ اور شہادت کے جذبے سے سرشار ہو کر اپنے لہو کا آخری قطرہ بہاتے ہوئے زبانِ حال سے کہہ رہا ہو۔

جاں دی، دی ہوئی اسی کی تھی

حق تو یوں ہے کہ حق ادا نہ ہوا

۳۔ تو اسی بالحق (ایک دوسرے کو حق کی وصیت کرنا۔)

۴۔ تو اسی بالصبر (ایک دوسرے کو صبر کی تاکید کرنا۔)

اور ان صفات میں تو اسی بالحق سے مراد امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے جیسا کہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

التواصی باداء الطاعات و ترك المحرمات .

(تفسیر ابن کثیر: ۵۸۳/۴)

جب کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كنتم خير الناس على هذا الشرط : ان تامروا

بالمعروف و تنهوا عن المنكر و تؤمنوا

بالله . (تفسیر الطبری: ۱۰۳/۷)

خلاصہ کلام:

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ اسلام کے روحانی نظام کو وہ اجتماعیت عطا کرتا ہے جو کسی اور امت کو حاصل نہ ہو سکی۔ اگر زندگی کی تاریک رات روشن چراغ کو ترس رہی ہو۔ آئینہ دل پر غفلت کی گرد پڑی ہو۔ گرمی عمل سستی کا شکار ہو چکی ہو۔ رخسار فکر کسل کا صید بن چکا ہو۔ معاشرے میں گمراہ کن تاثرات آئینہ اقوام کی شفافیت کو کثیف بنا رہے ہوں۔ اس وقت انفرادی اصلاح کے ساتھ ساتھ اجتماعی طور پر نفوس کا تزکیہ کرنا ہی اس ملت کا اہم ترین فریضہ ہے۔ اور اگر وہ اس اہم ترین فریضہ سے غافل رہی تو اللہ کی بارگاہ میں جواب دہ ہوگی۔ تاریخ شاہد ہے کہ جب تک امت میں اس فریضے کو ادا کرنے والے موجود رہے۔ کفر کے ظلمت کدے نور اسلام سے منور ہوتے رہے۔ حق کی قوت باطل کے قلعوں کو مسخر کرتی رہی۔ معاشرے روحانی طور پر ترقی کی منازل کو چھوتے رہے۔ اور جب اس فریضے کی ادائیگی سے مسلمان دست کش ہوئے دنیا جو رستم، جنگ و جدل اور طبقاتی کش مکش سے بھر گئی اور انسانی زندگی کا ہر گوشہ زہناک ہو گیا۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے بارے میں قرآنی آیات و

احادیث رسول ﷺ سے واضح ہو جاتا ہے کہ ہر مسلمان خواہ مرد ہو یا

عورت مبلغ ہے اور اس کا فرض ہے کہ وہ اپنے علم کی حد تک دوسروں

تک حق بات پہنچائے اور انھیں برائی سے رکنے کی نصیحت کرے۔

کامیابی ہے۔“  
نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعَدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ [التوبة: ۱۱۱]

”بے شک اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے اموال خرید لیے ہیں، اس کے بدلے کہ یقیناً ان کے لیے جنت ہے، وہ اللہ کے راستے میں لڑتے ہیں، پس قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں، یہ تورات اور انجیل اور قرآن میں اس کے ذمے پکا وعدہ ہے اور اللہ سے زیادہ اپنا وعدہ پورا کرنے والا کون ہے؟ تو اپنے اس سودے پر خوب خوش ہو جاؤ جو تم نے اس سے کیا ہے اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔“

ان آیات سے مندرجہ ذیل امور صراحت سے معلوم ہوتے ہیں:

- ۱۔ جہاد کا عمل عذاب الیم سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔
- ۲۔ گناہوں کی مغفرت کا باعث ہے۔
- ۳۔ جنت میں جانے کی ضمانت ہے۔
- ۴۔ نفوس کے تزکیہ کی علامت ہے کیونکہ اللہ وہی نفوس خریدتا ہے جو پاک اور صاف ہو چکے ہوں۔ جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

ان الله طيب لا يقبل الا طيبا .

(صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱۰۱۵)

- ۵۔ اور یہ سب سے بڑی کامیابی ہے کہ آدمی اللہ کی راہ میں جہاد کرے اور غازی بنے یا شہید دونوں اعتبار سے کامیاب لوگوں میں شامل ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ نفس پاکیزہ ترین ہے جو اللہ کی راہ میں کفار سے جہاد و قتال میں مصروف ہے۔ چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں علامہ عبدالرحمن بن ناصر السعدی تحریر کرتے ہیں:

تو یہ نفس بجا طور پر پاکیزہ ترین نفس کہلانے کا مستحق ہے کہ جس کی تطہیر و پاکیزگی کی شہادہ قرآنی آیات بھی ہیں اور رسول اکرم ﷺ کے فرامین عالیہ بھی ہیں۔

جہاد و قتال اللہ عز و جل کا تقرب حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ اور افضل عبادت ہے۔ اللہ جل شانہ نے ان مجاہد نفوس سے محبت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًا كَانَتْهُمْ بُنْيَانًا مَّرْصُوعًا﴾ [الصف: ۴]

”بلاشبہ اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں، جیسے وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہوں۔“

نیز جہاد ایک ایسی تجارت ہے جس کی رغبت اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے دلائی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابِ أَلِيمٍ ۚ تُوْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۚ يَغْفِرَ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتٍ عَدْنٍ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ [الصف: ۱۰-۱۲]

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کیا میں تمہاری ایسی تجارت کی طرف راہنمائی کروں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچا لے؟ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔ وہ تمہیں تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تمہیں ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں اور رہنے کی پاکیزہ جگہوں میں، جو ہمیشہ رہنے کے باغوں میں ہیں، یہی بہت بڑی

﴿فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ [النساء: ۹۵]

”اور اللہ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر بہت بڑے اجر کی فضیلت عطا فرمائی ہے۔“

اور ان درجات کی بلندی، رفعت اور علو کو بیان کرتے ہوئے محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((ان فى الجنة مائة درجة اعدها الله

للمجاهدين فى سبيل الله ما بين الدرجتين

كما بين السماء والارض .))

(صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۲۳۷/۳)

افضل ترین انسان کا تذکرہ کرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مومن۔ يجاهد بنفسه وماله فى سبيل

الله .)) (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۲۷۸۶)

اور قیامت کے روز ایمان دار مجاہد کی شان بیان کرتے ہوئے

فرمایا کہ اس کے خون کا رنگ شہادت کے خون کی طرح اور مہک

کستوری کی سی ہوگی۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۲۸۰۳)

جہاد کی اسی روحانی کیفیت کے پیش نظر آپ ﷺ کی خواہش

دامن نطق میں اُبھر کر یوں نواسخ ہوئی:

((والذى نفسى بيده! لوددت انى اقتل فى

سبيل الله ثم احيا ثم اقتل ثم احيا ثم اقتل ثم

احيا ثم اقتل ثم احيا ثم اقتل .))

(صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۲۷۹۷)

غور کرنے کا مقام ہے کہ خاتم النبیین ﷺ جو روحانیت کے اعلیٰ

ترین مقام پر فائز ہیں بار بار اللہ کی راہ میں جان دینے کی تمنا کا اظہار

کر رہے ہیں۔ اس تمنا سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد نفس انسانی کو وہ جلا،

چمک اور روشنی عطا کرتا ہے کہ دوسرا کوئی عمل اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

ایک مغالطہ کا ازالہ:

اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ ہر وہ تحریک جو روح جہاد سے خالی ہو۔ روح

لا فوز اكبر منه ولا اجل لانه يتضمن

السعادة الابدية والنعيم المقيم والرضا من

الله الذى هو اكبر من نعيم الجنات واذا

اردت ان تعرف مقدار الصفقة فانظر الى

المشتري من هو؟ وهو الله جل جلاله والى

العوض وهو اكبر الاعواض و اجلها جنات

النعيم . (تفسير سعدی، ص: ۳۱۰)

نیز شہید ہونے والے مجاہدین کی شان میں فرمایا:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا

بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾ [فرحين بما آتاهم

الله من فضله﴾ [آل عمران: ۱۶۹، ۱۷۰]

”اور تو ان لوگوں کو جو اللہ کے راستے میں قتل کر دیے گئے،

ہرگز مردہ گمان نہ کر، بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس

رزق دیے جاتے ہیں۔ اس پر بہت خوش ہیں جو انھیں اللہ

نے اپنے فضل سے دیا ہے۔“

نیز یہ بھی فرمایا:

﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ

أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ﴾ [البقرة: ۱۵۴]

”اور ان کو جو اللہ کے راستے میں قتل کیے جائیں، مردے

مت کہو، بلکہ زندہ ہیں اور لیکن تم نہیں سمجھتے۔“

اس آیت کی تفسیر میں مولانا عبدالرحمن کیلانی لکھتے ہیں:

”شہید کی موت قوم کی حیات کا باعث بنتی ہے اور شہید

در اصل حیات جاوداں پالیتا ہے اور اس سے روح شجاعت

بھی تازہ رہتی ہے۔“ (تیسیر القرآن: ۹۹/۱)

نیز جہاد وہ عمل ہے کہ ایمان دار اگر جہاد میں حصہ نہ لے تو جہاد

کرنے والوں کے ثواب کو نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ انفرادی اصلاح نفس

کے مقابلے میں اجتماعی اصلاح نفوس کہیں زیادہ برتر اور اعلیٰ ہے اور

مجاہد اسی ذمہ داری کو نبھاتا ہے۔ چنانچہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

برعکس وہ اپنے نفس کو اور عام مسلمانوں کو غیر اسلامی نظام کے غلبے پر اصولاً و عملاً مطمئن کر دیں ان کا شمار آخر محسنین میں کس طرح ہو گیا ہے۔“ (اسلامی نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات، ص: ۲۹۳)

### خلاصہ کلام:

جہاد و قتال کے بغیر روحانیت کا کوئی تصور نہیں اور یہ اسلام کے روحانی نظام کا وہ زریں اصول ہے جو ساری انسانیت کی روحانی ترقی کا ضامن ہے۔ عملی دنیا کی کشمکش میں طواغیت سے مقابلہ کرتے ہوئے ساری زندگی گزارنا ہی جہاد و قتال کا اصل مقصد اور اصل روحانیت ہے۔ اور روحانیت کا ارفع ترین مقام جہاد ہے جس میں مشغول رہتے ہوئے پیغمبر انسانیت محمد رسول اللہ ﷺ کا چہرہ خون آلود ہوا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی روحانی بالیدگی بھی نماز روزہ اور جہاد تھی۔ دن گھوڑوں کی پیٹھوں پر گزارنا اور رات مصلوں پر گریہ وزاری کرنا۔ چشم فلک روحانیت کو اس سے زیادہ خوبصورت پیرائے میں کبھی بھی دیکھ نہیں سکتی۔

مولانا صدر الدین اصلاحی تحریر فرماتے ہیں:

”جس وقت انسان جہاد کے میدان میں محض اللہ کی رضا کی خاطر موت کو گلے لگاتا ہے۔ اس وقت ایمان و اسلام کا کوئی درجہ باقی نہیں رہ جاتا۔ جس کا پانا اُس کے لیے ممکن ہو۔“

(اسلام ایک نظر میں، ص: ۳۷۵)

اور یہی نفس کا اعلیٰ ترین مقام اور اس کا نقطہ کمال ہے۔

### خلاصہ بحث:

اس بحث سے معلوم ہوا کہ اسلام کے روحانی نظام کے بنیادی اصول یہ ہیں:

- ۱۔ توحید، ۲۔ رسالت، ۳۔ آخرت، ۴۔ ارکان اسلام، ۵۔ احسان، ۶۔ تقویٰ، ۷۔ صبر و تحمل، ۸۔ توبہ و انابت، ۹۔ ذکر الہی، ۱۰۔ اخلاص، ۱۱۔ صدق، ۱۲۔ تواضع و انکسار، ۱۳۔ جود و سخا، ۱۴۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر، ۱۵۔ جہاد و قتال۔

اسلام سے بھی خالی ہی ہوگی چاہے اس پر اسلام کا خوش نما نام ہی کیوں نہ چسپاں کر دیا جائے۔ غیر مسنون مراقبوں اور خلاف سنت مجاہدوں کے رسیا اس لطف و نشاط کو کیا جانیں جو میدان جنگ میں توپوں اور گولوں کی گرج، تلواریں کی چمک اور رب سے ملاقات کی تڑپ کے جذبات سے پیدا ہوتا ہے۔ اور یہی لطف روح انسانی کی معراج ہے۔ تزکیہ نفس ہے ہی اس لیے کہ مسلمان میدان جنگ میں آئے اور ان روحانی رفعتوں کا طلب گار بنے جن کی خواہش امام الانبیاء ﷺ کی پاکیزہ زبان پر بار بار دستک دیا کرتی تھی۔

یہاں یہ بھی واضح ہوا کہ تزکیہ نفس گوشہ نشینی کا نام نہیں بلکہ جہاد فی سبیل اللہ کا نام ہے۔ چنانچہ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی تحریر فرماتے ہیں:

”اس امت کے لیے روحانی ترقی کا راستہ ترک دنیا نہیں

بلکہ اللہ کی راہ میں جہاد ہے۔ اور یہ امت فتنوں سے ڈر کر

جنگوں اور پہاڑوں کی طرف نہیں بھاگتی بلکہ راہ خدا میں

جہاد کر کے ان کا مقابلہ کرتی ہے۔“ (تفہیم القرآن، ۳۲۵/۵ نیز

ملاحظہ ہو: اسلام اور خانقاہی نظام، ص: ۲۸۶)

نیز اپنی معرکہ الآراء تصنیف الجہاد فی الاسلام (ص: ۲۵)

میں لکھتے ہیں کہ جہاد تمام فضائل اور مکارم اخلاق کی روح ہے۔

مولانا مودودی جہاد کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے ایک اور جگہ

لکھتے ہیں:

”جو لوگ اپنی آنکھوں سے خدا کے دین کو کفر سے مغلوب

دیکھیں جن کے سامنے حدود اللہ پامال ہی نہیں بلکہ کالعدم کر

دی جائیں خدا کا قانون عملاً ہی نہیں بلکہ باضابطہ منسوخ کر

دیا جائے اللہ کی زمین پر اللہ کا نہیں بلکہ اس کے باغیوں کا

نظام ہو نظام کفر کے تسلط سے نہ صرف عام انسانی سوسائٹی

میں اخلاقی و تمدنی فساد برپا ہو بلکہ خود امت مسلمہ بھی نہایت

سرعت کے ساتھ اخلاقی و عملی گمراہیوں میں مبتلا ہو رہی ہو۔

اور یہ سب کچھ دیکھ کر کبھی ان کے دلوں میں نہ کوئی بے چینی ہو

نہ اس حالت کو بدلنے کے لیے کوئی جذبہ بھڑکے بلکہ اس کے



## ہمارے جوتے ہمارا سر

اور یا مقبول جان



ہے۔ یہ ذکر اس لیے کیا کہ گزشتہ چالیس سال سے سود کے مکروہ نظام کے خلاف جو جدوجہد ہو رہی ہے، اس کا مخالف یہی ہر اول دستہ ہے۔ یہ دانش ور، معیشت دان اور انسانی حقوق کے داعی سود کی مخالفت کو ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ بتاتے ہیں اور یہ سود کی مخالفت کرنے والے لوگوں کو رجعت پسند، فرسودہ، جاہل اور متشدد جیسے ناموں سے پکارتے ہیں؛ حالانکہ دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا معیشت دان خواہ وہ کینز (Kenyes) ہو یا ملٹن فریڈمین (Milton Friedman) کوئی بھی سود کی حمایت نہیں کرتا۔ سب کے سب اسے معاشی ترقی کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ سمجھتے ہیں۔

گزشتہ دہائی میں دنیا کا ہر بڑا معیشت دان صرف ایک ہی نعرہ بلند کرتا ہے کہ اس دنیا کی معاشی تباہی کا سب سے بڑا ذمہ دار سود پر مبنی بینکنگ سسٹم ہے۔ سٹیو کین (Steve Keen) کا لگایا ہوا نعرہ ”آؤ بینکوں کو دیوالیہ کرو“ (Bankrupt the Banks) اس وقت ایک مقبول ترین پکار بن چکی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دنیا بھر کا سرمایہ ۴۳ ہزار ملٹی نیشنل کمپنیوں کے پاس ہے جن کو پانچ سو کے قریب بڑی ملٹی نیشنل کمپنیوں کا ایک مخصوص گروہ (Core Group) کنٹرول کرتا ہے۔ پھر ان سب کو بیس بڑے بینک کنٹرول کرتے ہیں جو عوام کی بچت اور اس بچت سے پیدا شدہ مصنوعی دولت ان ملٹی نیشنل کمپنیوں کو دے کر پوری دنیا کی معیشت پر سانپ بن کر بیٹھے ہیں۔ پھر اسی مصنوعی دولت سے دنیا کی سیاست، کاروبار بلکہ معاشرت کو بھی قابو کیے ہوئے ہیں۔ انہی بینکوں کی دولت سے جنگیں ہوتی ہیں، ”اخلاق یافتہ“ میڈیا چلتا ہے اور لوگوں کی معاشرت میں زبردستی چال چلن متعارف اور مقبول کروایا جاتا ہے۔ علامہ محمد اقبال جنہیں اللہ نے

آپ کو اس فقرے کی صداقت پر یقین نہیں آئے گا کہ ”ورلڈ بینک، انٹین ڈیولپمنٹ بینک اور وہ عالمی ادارے جو پاکستان کو قرضے دیتے ہیں ان پر برائے نام سود ہوتا ہے جو دراصل وہ اخراجات ہوتے ہیں جو بینک چلانے کے لیے ضروری ہوتے ہیں۔“ یہ فقرہ گزشتہ کئی برسوں کی ورلڈ بینک اور انٹین ڈیولپمنٹ بینک کی رپورٹوں کا نچوڑ ہے۔ ورلڈ بینک کی ۲۰۱۲ء کی رپورٹ کے مطابق یہ شرح ۲.۳۴ فیصد تھی۔ بعض قرضوں پر تو یہ ڈیڑھ فیصد سے بھی کم ہے۔ اس کے باوجود اس ملک میں سود کے پرچم کو بلند کرنے والے دانش ور، معیشت دان اور صرف اسلام سے بغض رکھنے والے سیکولر کہتے پھرتے ہیں کہ سود سے کیسے نجات مل سکتی ہے۔ ہم تو عالمی طور پر اس نظام میں جکڑے ہوئے ہیں، یہ سود تو اب ہر شخص اور ادارے کی رگ و پے میں سرایت کر چکا ہے۔ میں نے ان سیکولر حضرات کو صرف اسلام سے بغض رکھنے والا اس لیے کہا ہے کہ یہ لوگ تمام مذاہب کے رسوم و رواج اور عقیدوں کا احترام کرتے ہیں، انھیں بابر مسجد گرانے والے ہندو اچھے لکھتے ہیں اور یہ ان کے ہر ڈرامے کے ہر دوسرے سین میں پوجا پاٹ کو مذہب کا بے جا استعمال نہیں کہتے، تمام مشنری سکولوں میں بائبل کے اسباق اور اخلاقیات پڑھانے پر انھیں کوئی اعتراض نہیں ہوتا۔ بدھ، کنفیوشس، تاؤ اور دیگر تمام مذاہب کے ماننے والوں کے ہاتھوں ہزاروں مسلمانوں کا قتل دیکھتے ہیں لیکن کبھی یہ اُس مذہب کو بُرا نہیں کہتے۔ لیکن کسی ڈرامے میں مسجد یا مولوی دکھایا جائے، کہیں کسی مسلمان کے ہاتھوں قتل ہو جائے یا نصاب میں اسلام کی تعلیمات پڑھائی جانے لگیں تو ان کے پیٹ میں مروڑ اٹھنے لگتا ہے۔ یہ ایک دم چیخنے لگتے ہیں۔ ان کا نشانہ مسلمان نہیں بلکہ سیدھا سیدھا اسلام ہوتا

قرآن کے علم کا امین بنایا تھا، انھوں نے ۱۹۰۶ء میں اس پورے مکروہ معاشی نظام پر ایک کتاب تحریر کی جس کا نام ”علم الاقتصاد“ ہے۔ یہ کتاب لوگوں کی نظروں سے چھپا دی گئی تھی۔ لیکن اب اسے لاہور کے ایک پبلشر نے دوبارہ چھاپا ہے۔ یہ کتاب اُس وقت لکھی گئی جب یہ بینکنگ سسٹم اپنی جڑیں مضبوط کر رہا تھا۔ اقبال کا ادراک اس سسٹم اور مصنوعی دولت کے بارے میں اس قدر وسیع تھا کہ وہ لکھتے ہیں:

”بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بینک کم شرح سود کے عوض ایک سے روپیہ مستعار لیتے ہیں اور دوسرے کو زیادہ شرح سود کے عوض مستعار دے کر فائدہ اٹھاتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ بینک کبھی روپیہ قرض نہیں دیتا بلکہ ساکھ کے بل پر اپنی موجودہ زلفند کی مقدار سے زیادہ کے اوراق جاری کر کے یا اعتبار کی اور صورتیں پیدا کر کے فائدہ اٹھاتا ہے۔“

یہ ہے وہ ادراک اور علم جو اللہ نے اقبال کو عطا کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ پورے سودی نظام کو صرف ایک شعر میں سمودیتے ہیں:

ظاہر میں تجارت ہے حقیقت میں جواء ہے  
سود ایک کا، لاکھوں کے لیے مرگِ مفاجات

لیکن اگر ورلڈ بینک اور ایشین ڈیولپمنٹ بینک جیسے ادارے سود نہیں لیتے تو پھر پاکستان کون سے قرضے اور سود کی لعنت کا شکار ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ پاکستان بیرونی قرضے ادا کرنا چاہے تو اسے سود نہیں دینا پڑے گا، اگر دینا بھی پڑا تو بہت ہی کم لیکن ہمارے حکمرانوں کو ملک کے اندر بینکوں سے قرض لینے کا ایک شوق اور جنون ہے۔ اس شوق کی دو وجوہات ہیں: ایک یہ کہ جو قرضہ انھوں نے بیرون ملک سے لیا ہوتا ہے وہ اسے بجٹ سے ادا نہیں کرتے بلکہ اسے اللوں تللوں میں خرچ کر دیتے ہیں اور اندرون ملک بینکوں سے مہنگے ریٹ پر سودی قرضے لے کر اسے واپس کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ ان بینکوں کے ساتھ ان کے مفادات وابستہ ہوتے ہیں۔ ان کے مالکان یا ان سے قرضہ لے کر ملیں بنانے والے سرمایہ دار ان کی پارٹیوں کے فنانسر ہوتے ہیں۔ یہ لوگ ان بینکوں کے سرمائے سے

پل کر موٹے ہوئے ہوتے ہیں اور یہ اس سرمائے سے حکمرانوں کی بھی آڑے وقتوں میں مدد کرتے ہیں۔ خود بینک بھی اس مصنوعی دولت سے مہران بینک کی طرح انھیں سرمایہ فراہم کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس ملک کا اندرونی قرضہ بیرونی قرضے سے دن بہ دن کئی گنا بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اندرون ملک بینکوں سے سود پر قرض لے کر ملک کو چلانے کی لت اس قوم کو قاتل عوام ذوالفقار علی بھٹو نے ڈالی۔

۱۹۷۲-۷۳ء میں جب وہ حکومت سے علیحدہ کیے گئے تو اس وقت ان کی مہربانیوں سے یہ ملک ۳۲.۷ ارب روپے کا مقروض تھا۔ ضیاء الحق کو بیرونی امداد بھی ملتی رہی لیکن پھر بھی اندرون ملک بینکوں سے سود پر قرض لینے کی لعنت سے چھٹکارا حاصل نہ کیا۔

۱۹۸۸ء میں جب ان کے طیارے کو حادثہ ہوا تو اُس وقت ان بینکوں کا ملک پر ۲۹۰.۱ ارب روپے سودی قرضہ تھا۔ بینظیر (پہلا دور) ۲۳۸.۷ ارب، نواز شریف (پہلا دور) ۶۰۸ ارب، بینظیر (دوسرا دور) ۹۰۸.۹ ارب، نواز شریف (دوسرا دور) ۳۸۹.۳ ارب، پرویز مشرف ۲۶۱۰ ارب اور زرداری صاحب کے زمانے میں ان قرضوں کو پر لگ گئے اور یہ ۷۶۳ ارب تک جا پہنچے۔ اور اب صرف سودوں میں ان بینکوں سے لیے جانے والے قرضوں کی مقدار ۸۷۹۵ ارب روپے تک جا پہنچی ہے۔ یہ ہے اس قوم کی بدبختی کی تاریخ۔ پرویز مشرف کے دور میں ان قرضوں میں ۵۳ فیصد اضافہ ہوا۔ آصف علی زرداری کے زمانے میں ۱۳۵ فیصد اور گزشتہ چند ماہ میں ۱۶۹ فیصد اضافہ ہو گیا ہے۔ یہ لوگ ان قرضوں کو اتارنے کے لیے لوگوں پر ٹیکس لگاتے ہیں۔ ان کی بجلی، پٹرول، گیس، تیل، آٹا، چینی مہنگا کرتے ہیں اور پھر یہ سب ٹیکس اکٹھا کر کے اپنے پیارے، چہیتے، منظور نظر اور مصیبت میں کام آنے والے بینکاروں کو واپس کرتے ہیں۔ ان بینکوں میں سرمایہ بھی عوام کا ہوتا ہے۔ عوام سے قرض لیا جاتا ہے، پھر انھی پر ٹیکس لگا کر سود سمیت وصول کیا جاتا ہے اور پھر انھی کھاتے داروں کو واپس کیا جاتا ہے، یعنی عوام کا جوتا زبردستی ان کے پاؤں سے اُتاراجاتا ہے اور پھر زور زور سے ان کے سروں پر ماراجاتا ہے۔

## تبصرہ کتب

تبصرے کے لیے کتاب کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے



۱۹۴۰ء میں مشرف بہ اسلام ہوئے اور لاہور کی معروف مسجد چیمیاں والی (رنگ محل کے کوچہ چابک سواراں) میں آگئے۔ وہاں قاری فضل کریم رحمہ اللہ سے ناظرہ قرآن کریم پڑھا اور مولانا سید محمد داود غزنوی رحمہ اللہ اور دیگر علماء سے اسلامی تعلیمات سے آشنائی حاصل کی۔ یہ ساری آپ بیتی و جگ بیتی اور ان کی زندگی میں عجیب واقعات اور اسلام کی تاثیر دیکھنے کے لیے رسالہ مذکورہ پڑھیں اور اسلام کی تاثیر کو اپنے دلوں میں بھی تازہ ہوئے محسوس کریں۔ ڈاکٹر عبدالواحد جو ۲۰۰۴ء کو اللہ کریم کے پاس چلے گئے۔ اب ان کے بیٹے عبداللطیف طاہر اور دیگر پانچ بھائی و بہنیں فیصل آباد نثار کارلونی میں مقیم ہیں اور اسلام کی تعلیمات ان کا اوڑھنا بچھونا ہیں۔

گل دستہ خواتین

مرتب: ابوعلی عبدالوکیل

ضخامت: ۲۰۸ صفحات

خصوصیات: خوب صورت طباعت، مضبوط جلد، آفسٹ پیپر

ملنے کا پتا: مکتبہ اسلامیہ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

ہر عمر اور ہر شعبہ زندگی میں خواتین کے لیے اسلام جیسے عمدہ شفاف ترین مذہب میں بہترین اصول و ضوابط بیان کیے گئے ہیں۔

اسلامی اصولوں میں ڈھلی عورت اور ان اصولوں پر عمل پیرا ہونے والی خاتون کسی موقع پر بھی ناکام نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام دن بدن اپنے ماننے والوں پر عیاں ہو رہا ہے اور اسلام کی چھاپ غیر مسلم خواتین پر بھی نمایاں ہو رہی ہے۔ الحمد للہ (باقی صفحہ نمبر ۳۳ پر)

منشی رام، عبدالواحد کیسے بنا؟

مصنف: محمد رمضان یوسف سلفی

ضخامت: ۷۲ صفحات

ناشر: مکتبہ قدوسیہ، رحمن مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

اسلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے سچا اور کھرا ضابطہ حیات ہے۔ اس کی اشاعت و تبلیغ کے لیے جو اپنی زندگی کھپا دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے زندہ و جاوید کر دیتا ہے۔ جسے چاہے اپنے فضل و کرم سے نواز دے اور جسے چاہے اس کی خواہشوں سے بھی بڑھ کر عطا کر دے۔

ہمارے دوست جناب محمد رمضان یوسف سلفی صاحب نے زیر تبصرہ کتابچہ (منشی رام، عبدالواحد کیسے بنا؟) ترتیب دیا ہے۔ منشی رام ہندو مذہب پر عمل پیرا تھے۔ بعد ازاں ان کی زندگی کا رخ اسلام جیسے سچے مذہب کی طرف ہو گیا اور یوں اللہ تعالیٰ نے انھیں ”منشی رام“ سے ”عبدالواحد“ بنا دیا۔

یہ عبدالواحد کیسے بنے اور کیا کیا انکشافات ہوئے کہ خود بہ خود یہ اسلام کی روشن کرنوں کے اسیر ہو گئے۔ یہ سب باتیں جاننے کے لیے کتاب زیر تبصرہ کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔

ڈاکٹر عبدالواحد (منشی رام) کی پیدائش ۱۹۲۰ء کو ملیاں والی ضلع شیخوپورہ میں ہوئی۔ ان کے والد ہری چند سیٹھ (کھتری شیخ) تھے۔ ۱۹۳۸ء میں ان کی کسی سے لڑائی ہو گئی جس کے نتیجے میں انھیں جیل کی سزا ہو گئی۔ قید و بند میں ان کا میلان اسلام کی طرف ہو گیا۔

## فہرست اردو کتب

محمد عطاء اللہ حنیف لاہوری

دار الدعوة السلفية، لاہور

۳۱

اکیدمی کوٹ ادو۔	عبدالجلیل فاروقی ۲۹۷ء۸۲
(۲) عبدالعزیز صاحب۔ الناہیۃ عن طعن معاویہ (عربی) ص: ۴۶۔ ادارہ الصدیق ملتان پاکستان۔	س ۲۷۴ س سانحہ مکہ کا پس منظر، ص: ۲۲۔ بزم ثانی اشین بازار لکڑ منڈی اندرون اکبری گیٹ لاہور
(۳) محمد بن عبدالوہاب۔ رسالہ فی الرد علی الرافضیۃ، ص: ۵۶۔ ادارہ احیاء السنہ، گوجرانوالہ۔	۲۹۷ء۸۲ مسکین محمد ایوب
(۴) عبدالعزیز ابن باز۔ محمد بن عبدالوہاب اور ان کی دعوت، ترجمہ عبدالعلیم بستوی، ص: ۳۹۔ ادارہ احیاء السنہ سرگودھا۔	ع ۳۹۳ اعجاز حسن بدایونی کا جواب، ص: ۳۲۔ مطبع عمدة المطالع لکھنؤ۔
عبدالرحمن بن سعد ۲۹۷ء۸۲	۲۹۷ء۸۲ عینی نظامی
الشیعۃ اثنا عشریہ کے عقائد و نظریات، ص: ۲۶۳۔ مکتبہ حبیۃ (۲ عدد)	ع ۹۹۷ تفصیل امیر المومنین، ص: ۳۲۔ علی پبلی کیشنز کراچی۔
عبدالجلیل خان ۲۹۷ء۸۲	۲۹۷ء۸۲ عبدالرحمن عزیز
اسلام اور منافقت، ص: ۳۴۸۔ مجلس تحفظ ناموس صحابہ کراچی۔	ع ۷۶۱ اصحاب ثلاثہ کے مقام پر شیعہ سنی اتحاد، ص: ۱۲۸۔ ناشر: ادارہ امر بالمعروف، پٹوکی۔
عبدالجلیل فاروقی ۲۹۷ء۸۲	۲۹۷ء۸۲ عبدالجلیل فاروقی
ابوبکر صدیق، علی مرتضیٰ کی نظر میں، ص: ۴۴۔ بزم ثانی اشین، لاہور۔	ع ۳۷۳ چالیس کتابوں کا تعارف، ص: ۶۴۔ بزم ثانی اشین اکبری منڈی، لاہور۔
عزیز الرحمن بہاولپوری ۲۹۷ء۸۲	۲۹۷ء۸۲ عنایت اللہ اثری
فیصلہ مقدسہ، ص: ۱۱۲۔ مرکزی مجلس رضا، لاہور۔	ع ۹۶۹ نحل الشیعۃ لاہب الحسل للشیعۃ، ص: ۵۸۔ آئی۔ ڈی۔ لون راولپنڈی صدر۔
عبدالشکور صاحب (مجموعہ ۵ کتب) ۲۹۷ء۸۲	۲۹۷ء۸۲ عنصر صابری
قاتلان حسین، ص: ۸۷۔ مکتبہ شرکت علمیہ۔	ع ۹۶۰ تبر، تقیہ، متعہ، ص: ۵۶۔ زم زم پبلی کیشنز، فضل آباد، لاہور۔
(۲) حکیم فیض عالم صدیقی۔ واقعہ کربلا، ص: ۴۸۔ ادارہ نشر علوم اسلامی سمن آباد، جھنگ۔	۲۹۷ء۸۲ عبدالعزیز صاحب (مجموعہ ۴ کتب)
	ع ۴۱ امیر معاویہ اور ان کے ناقدین ترجمہ النابیہ عن طعن امیر معاویہ، مترجم: محمد یوسف لدھیانوی، ص: ۸۰۔ العزیز

- (۳) حکیم فیض عالم صدیقی۔ عزت رسول، ص: ۱۹۲۔  
مکتبہ تنظیم اہل حدیث چوک دالگراں، لاہور۔
- (۴) اظہار الحق۔ قرآن و تاریخ اسلام میں تحریفات،  
ص: ۱۲۲۔ صابر منزل چھپرہ، لاہور۔
- (۵) شیخین صابر۔ آخری نبی کا آخری خطبہ، ص: ۶۴۔  
لاہور سنی سنٹر۔
- ۲۹۷ء۸۲ عبدالشکور (مجموعہ ۳ کتب)  
ع ۳۹ ک کشف حقیقت مذہب شیعہ، ص: ۹۸۔ مطبع عمدۃ  
المطابع لکھنؤ۔
- (۲) عبدالشکور فاروقی۔ النجم، ص: ۱۶۔ دفتر النجم، لکھنؤ۔  
(۳) عبدالشکور۔ تفسیر آیت تطہیر، ص: ۵۸۔ دفتر النجم،  
لکھنؤ۔
- ۲۹۷ء۸۲ غلام حسین  
غ ۱۴۴ ذ اذان اور نماز جماعت خانوں میں، ص: ۱۵۰۔ اسماعیلیہ  
پاکستان۔
- ۲۹۷ء۸۲ محمد غزالی  
غ ۲۲ ک کفر شکن فتویٰ، ص: ۳۲۔ مجلس عثمان غنی (۲ عدد)  
غلام حسین
- ۲۹۷ء۸۲ غ ۱۴۴ م امام مبین، ص: ۱۷۴۔ اسماعیلیہ نمازی خدمت کمیٹی  
۲۹۷ء۸۲ حکیم فیض عالم صدیقی  
ف ۹۷ ق القول المفتوح، ص: ۹۶۔ جمعیت شبان اہل حدیث،  
بہاء الدین۔
- ۲۹۷ء۸۲ عبدالشکور فاروقی لکھنوی  
ف ۲۱ ی یازدہ نجوم، ص: ۳۱۲۔ تحفۃ الانصاف، ص: ۵۶۔ ناشر  
دار المبلغین لکھنؤ۔
- ۲۹۷ء۸۲ فاروقی کتب خانہ  
ف ۲۱ ر رسالہ حرمت متعہ، ص: ۸۸۔ حجازی پریس، لاہور
- ۲۹۷ء۸۲ فیض عالم صدیقی  
ف ۹۷ د دامخ الظنون فی تحقیق جلاء العیون، ص: ۲۳۰۔ ادارہ  
فیض القرآن۔
- ۲۹۷ء۸۲ محمد اسحاق قلبی  
ق ۶۵۶ م مکاتیب علی و معاویہ، ص: ۱۹۲۔ عثمانیہ اکیڈمی، کراچی۔
- ۲۹۷ء۸۲ محمد قاسم نانوتوی  
ق ۱۳ ا اجوبہ اربعین، ص: ۳۹۶۔ ادارہ نشر و اشاعت،  
گوجرانوالہ
- ۲۹۷ء۸۲ محمد قاسم نانوتوی  
ق ۳۰ ا ہدیۃ الشیعہ، ص: ۵۱۲۔ کتب خانہ حقانیہ، کراچی۔
- ۲۹۷ء۸۲ محمد علی صاحب  
م ۵۲۵ ت تحفۃ جعفریہ، جلد اول، ص: ۵۶۰۔ جلد دوم، ص: ۵۰۳۔  
جلد سوم، ص: ۵۵۹۔ جلد چہارم، ص: ۵۴۴۔ جلد پنجم،  
ص: ۵۷۶۔ مکتبہ نوریہ حسینیہ، لاہور۔
- ۲۹۷ء۸۲ موسیٰ المیسوی، ترجمہ: ابو مسعود  
م ۸۱۷ ش الشیعۃ واضح، ص: ۲۷۱۔
- ۲۹۷ء۸۲ محمد علی خان  
م ۵۲۵ ک کارروائی مباحثہ شیعہ و سنی، ص: ۳۲۔ اسی پریس لکھنؤ۔
- ۲۹۷ء۸۲ محمد میانوالی  
م ۲۸۹ عدالت حضرات صحابہ کرام، ص: ۳۶۰۔ مکتبہ عثمانیہ،  
کراچی۔
- ۲۹۷ء۸۲ ابو مخنف لوط بن یحییٰ۔ ترجمہ: علی احمد عباسی  
م ۵۹۹۵ م مقتل الحسین، ص: ۲۴۰۔ ناشر مکتبہ محمود، کراچی۔
- ۲۹۷ء۸۲ مظہر حسین (مجموعہ ۵ کتب)  
م ۶۵۵ ر رسالہ حرمت متعہ، ص: ۸۸۔ ناشر فاروقی کتب خانہ،  
لاہور۔



۲۹۷ء۸۲ مجاہدین ناموس رسالت، پاکستان  
 م ۲۰۱ ش شیعہ اثنا عشریہ، دارۃ اسلام سے خارج کیوں ہیں، ص:  
 ۲۰۴۔ ناشر مجاہدین ناموس رسالت، پاکستان۔

### بقیہ: تبصرہ کتب

زیر تبصرہ کتاب ”گل دسہ خواتین“ ایسے عمدہ مضامین، عنوانات اور خواتین کے متعلقہ مواد سے لبریز ہے کہ اس کا ہر صفحہ اور ہر باب افادیت سے خالی نہیں۔ مرتب کتاب جناب ابوعلی عبدالموکیل نے واقعی بڑی جدوجہد و جان فشانی سے کام کیا ہے اور خواتین اسلام کے لیے ایک مبسوط علمی تحفے سے نوازا ہے۔

اس کتاب کے ابواب کی فہرست کچھ اس طرح رکھی گئی ہے:

- عورت اسلام کے سائے میں۔
- مسلمان عورت کا رزاق حیات میں۔
- اسلام، عورت اور عصر حاضر۔
- عورت، شادی اور شرع۔
- عورت، گھر اور گھرداری۔
- عورت اور بچوں کی تربیت۔
- عورت اور حسن و جمال کے راز۔
- عورت اور صحت و تندرستی۔
- خاتون خانہ کا دسترخوان۔
- ایک عورت کئی کہانیاں۔

اس کتاب کا ہر باب یقیناً خود ایک کتاب معلوم ہو رہا ہے۔ ان موضوعات کی تقسیم بھی عمدہ ہے اور اس کی ترتیب میں اسلام کی اعلیٰ تعلیمات ہی ماخذ ہیں۔ خواندگان خود بھی پڑھیں اور خصوصاً خواتین سے اپنی تربیت کے لیے ضرور پڑھیں۔

اللہ کریم مؤلف، ناشر کی محنت قبول فرمائے، آمین۔

۲۔ مظہر حسین، الحجۃ المختوم فی حل عقد ام کلثوم، ص: ۸۰۔ إدارة الاصلاح۔

۳۔ دعوت لاہور کا شیعہ جارحیت نمبر، ص: ۶۶۔ دفتر تنظیم اہل سنت، ملتان۔

۴۔ زین العابدین۔ شہید کربلا، ص: ۱۱۲۔ مکتبہ علمیہ۔

۵۔ شیخ حسن الدین۔ خون عثمان، ص: ۶۰۔ محلہ پیر گیلانیاں، لاہور۔

۲۹۷ء۸۲ مجاہدین ناموس رسالت

م ۲۰۱ ش شیعیت علمائے امت کی نظر میں، ص: ۱۰۰۔ ناشر مجاہدین ناموس رسالت۔

۲۹۷ء۸۲ مرتضیٰ عسکری

م ۶۱۵ د اسلام کے دو مکاتب فکر کا تقابلی جائزہ، ص: ۴۰۱۔ البلاغ المبین۔

۲۹۷ء۸۲ محمد اعظم

م ۳۱ ت تعزیر و ماتم اور واقعہ کربلا، ص: ۵۶۔ ناشر: مدرسہ تعلیم القرآن گوجرانوالہ۔

۲۹۷ء۸۲ مجلس تحفظ ناموس رسالت

م ۲۲ م مسلم معاشرے پر شیعیت کے مخفی اثرات، ص: ۱۲۵ (دو عدد)۔ ناشر: مجلس تحفظ ناموس رسالت، پاکستان۔

۲۹۷ء۸۲ محمد منظور نعمانی

م ۴۴ ل ایرانی انقلاب، امام خمینی اور شیعیت، ص: ۵۱۔ دارالدعوة السلفیہ۔

۲۹۷ء۸۲ میر محمد ابراہیم سیالکوٹی

م ۹۰ ک الکوالب المغیہ، ص: ۹۸۔ دفتر الہادی، سیالکوٹ۔

۲۹۷ء۸۲ مہر محمد میانوالی

م ۸۹ ت تحفہ امامیہ، ص: ۴۸۰۔ مکتبہ عثمانیہ گوجرانوالہ۔

## جذب و یقین

تذیر کے دامن میں ہے تقدیر کا مقصود  
کرتا ہے عمل دہر میں ناپید کو موجود  
آزاد بھی ہو جائے تو آزاد نہ ہو گا  
ہے خاکِ وطن جس کی تمناؤں کا معبود  
جب تک کہ براہیم کی فطرت نہ ہو پیدا  
وجدان بھی آزر ہے، تخیل بھی ہے نمرود  
توحید کا پیغام نہ ہندی نہ عراقی  
اسلام کے نقشے میں نہ قندھار نہ جہرود  
پپل کے پجاری سے یہ امید نہیں ہے  
کر دے جو غلامی کے کسی نقش کا نابود  
ایمان کے سایہ میں خطائیں بھی ہیں مقبول  
بے جذب و یقین نیکی اعمال بھی مردود  
غازی کے لیے ننگ ہے آرام کی روزی  
شاہیں کی غذا سبب نہ انگور نہ امرود

(ماہر القادری)